عالم سنیت کو عرس رضوی مبارک ہو!
ماہنامہ
اعلیٰ حضرت
بریلی شریف
Oct. + Nov
2017
محرم، صفر
۱۴۳۹ھ
مدیر اعلیٰ
(مولانا) محمد سبحان رضا خاں "سبحانی میاں"

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں شہرستان عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر و ترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتی اعظم ہند کا علمی وروحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار وقربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن ومنور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو "تحریک تحفظ ناموس رسالت" اور "تحریک تحفظ عظمت اولیا" کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار وتعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

جلد نمبر ۵۷/ شمارہ نمبر ۱۲

ربیع الاول ۱۴۳۹ھ
دسمبر ۲۰۱۷ء
December 2017

مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ

محمد سبحان رضا قادری ''سبحانی میاں'' مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج

محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

مجلس مشاورت

حضرت علامہ مفتی عبد الواجد صاحب ہالینڈ
حضرت مفتی محمد شمیم اشرف ازہری مفتی اعظم ماریشس
حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن
حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی
حضرت مولانا صفی احمد صاحب رضوی انگلینڈ
حضرت مولانا محمد مسعود خوشتر صاحب ماریشس
حضرت مولانا عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان
عالی جناب راجہ گل نواز رضوی صاحب انگلینڈ
عالی جناب ڈاکٹر سید محمود حسین صاحب چنئی
عالی جناب الحاج نوشاد علی جواتا، ماریشس

مجلس ادارت

مدیر	حضرت علامہ قاری عبد الرحمٰن خان قادری بریلوی
مدیر اعزازی	حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی
مدیر معاون	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مرتب	حضرت مفتی محمد انور علی رضوی بہرائچی
تزئین کار	جناب ماسٹر محمد زبیر رضا خاں بریلوی
کمپوزنگ	جناب مرزا توحید بیگ رضوی

ترسیل زر ومراسلت کا پتہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

۸۴/ سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581-2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHANA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil
Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	20/-
زر سالانہ:	200/-
بیرون ملک:	20$/ امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر **"مولانا سبحان رضا خاں"** نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

کلام الامام - امام الکلام

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

نہیں وہ میٹھی نگاہ والا خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے ان کے خدا بچائے جلالِ باری عتاب میں ہے

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچاؤ آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرّہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

فہرست

....

....

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in,   E-mail:-subhanimian@yahoo.co.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

سیاسی حال چال

ادار یہ:- قاری عبدالرحمٰن خان قادری، مدیر ماہنامہ ھٰذا

کل کی سیاست اور آج کی سیاست میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔کل ملک وقوم کی خدمت کے لیے سیاست کی جاتی تھی اور آج اپنی جیب بھرنے کے لیے۔کل بے سہارا عوام اور مظلوم انسانیت کی مدد کی جاتی تھی اور آج طاقتور، سرمایہ دار، تشدد پسند اور پاورفل انسان کا ساتھ دیا جاتا ہے۔کل اخلاقی قدروں اور اعلیٰ اصولوں کا بول بالا تھا اور آج اصول واخلاقیات کو ذاتی مفاد کے منحوس قدموں پر قربان کر دیا جاتا ہے۔کل سیاسی گلیاروں میں ''انا'' کو ''فنا'' کرنے والے بھی نظر آتے تھے لیکن آج سبھی انا میں فنا نظر آتے ہیں۔کل دکھی اور غربت زدہ عوام کو اٹھانے کے لیے سیاست کی جاتی تھی اور آج اپنا اثر ورسوخ اور رعب وجلال دکھانے نیز دوسروں کو غار ذلت میں گرانے کی سیاست کی جاتی ہے۔

آج کی ناپاک اور بے ہودہ سیاست میں اخلاقی قدروں، اصول پسندیوں اور انسانی ذمہ داریوں کا کوئی گزر ہی نہیں، جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، اپنے حریف کو خاک میں ملانا، دھوکا دینا اور قول وفعل میں کھلا تضاد آج کی کامیاب سیاست ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج باشعور، باعلم، باوزن اور دانشور ومدبر طبقہ آج کی اس گندی سیاست اور غلیظ نیتاؤں کو پسند نہیں کرتا،کل قائدین کو قوم کا خدمت گار وہمدرد سمجھا جاتا اور ان کو احترام ووقار کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔کل کے نیتا کی نظر میں کسی کی دل آزاری کر کے اپنا مفاد حاصل کرنا بڑا پاپ تھا اور آج لوگوں کے جذبات واحساس اور مذہبی شعائر کو مسمار کر کے اپنے ذاتی مفادات کا قلعہ تیار کرنا سب سے بڑا ہنر سمجھا جا رہا ہے۔کل دل دکھانا اور خون بہانا پاپ تھا۔آج انسانی لاشوں پر تخت اقتدار بچھانا ''کلا'' ہے۔

۱۹۵۶ء میں ریل حادثہ ہوا جس کی اخلاقی ذمہ داری اُس دور کے وزیر ریل لال بہادر شاستری نے قبول کی اور اپنے عہدۂ وزارت سے استعفیٰ دے دیا۔وہ بھی دودھ کے دھلے نہ تھے مگر کچھ تو احساس ذمہ داری کی رمق تھی جس کا لحاظ رکھا گیا۔لیکن اب ایسا کہاں؟ اب تو کرسی سے چپکے رہنا اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے فساد کرانا، کشت وخون کا بازار گرم کرنا، مسلم دشمن نعرے لگانا، جبر واستبداد کی مسموم فضا تیار کرنا، شر پسندوں کو کھلی چھوٹ دینا، اپنی قوم کو راضی اور یکجا کرنے کے لیے دوسروں کی گردن پر خنجر چلانا سب سے بڑا کمال اور سب سے بڑا فن سمجھا جا رہا ہے۔

آج کی سیاست پر قومی مفادات، انسانی اقدار اور اصول پسندیوں کے لیے کوئی مقام نہیں، ایماندار، باوقار، بااصول اور باعزت انسان کی دستار اُچھالی جاتی ہے اور بداطوار، نابجار اور بد عنوان کو عزت واحترام کی مسند پر بٹھایا جاتا ہے۔

سیاسی جوڑ توڑ میں ماہر اور اپنا الّو سیدھا کرنے والے کو سب سے بڑا سیاست داں سمجھا جاتا ہے۔فریب اور دھوکہ دہی میں

یدطولیٰ رکھنے والے کو زمام اقتدار بھی سونپی جاتی ہے اور سر کا تاج بھی بنایا جاتا ہے۔

کل کی سیاست میں بھی سیاسی موقع پرستی کی کافی مثالیں ملتی ہیں مگر آج تو موقع پرستی، غلط بیانی، دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور دل شکنی کا ہی نام سیاست ہے۔

کل ۱۹۸۰ء میں ہریانہ کے وزیر اعلیٰ بھجن لال نے اپنے تمام چالیس ممبران اسمبلی کے ساتھ دل بدلی کر کے پوری پارٹی ہی کو کانگریس میں ضم کر کے اپنی حکومت بچائی تھی۔ یہ ایک دل بدلی کی ناپاک مثال ہے جس کے نتیجہ میں بھجن لال کو دل بدلوؤں کا بادشاہ کہا جانے لگا۔

۱۹۹۳ء اس دور کے وزیر اعظم نرسمہا راؤ نے عدم اعتماد کی تحریک کے دوران جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے ممبران پالیمنٹ کو خرید کر اپنی حکومت بچائی تھی۔ مگر ایسے لٹیرے لیڈروں کو پسندیدگی اور عزت واحترام کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ ایسے لوگوں کو سیاست کے گندے جراثیم کہا گیا۔ مگر آج قدم قدم پر اس قسم کی مثالوں کے چشمے رواں دواں دکھائی دے رہے ہیں۔ بدعنوانی سیاست حاضرہ کا جزو لازم بن گئی ہے۔

ماضی قریب میں بہار کی سیاست نے بی جے پی میں ''بہار'' کا موسم پیدا کر دیا۔ صرف ۲۰ / ماہ قبل عظیم اتحاد کے ذریعہ بی جے پی کو زبردست شکست کا مونھ دیکھنا پڑا تھا مگر اس نے حوصلہ نہ ہارا۔ اسی موقع پرست سیاست داں کو اپنا آلۂ کار بنا کر اپنے اقتدار کا چراغ روشن کر لیا جو کہتا تھا کہ مٹی میں مل جائیں گے مگر بی جے پی سے نہیں ملیں گے۔ آج بہار کی سیاست پر قبضہ جمانے کے بعد بی جے پی کا حوصلہ نہایت بلند ہے کہ ہم بڑی تیزی سے ہندوستان کی بساط سیاست پر اپنے اقتدام کا پرچم لہراتے جا رہے ہیں۔ اب سے پہلے بدعنوانوں اور بدکرداروں کی نشاندہی کی جاتی، دوسرے سیاست دانوں پر انگلی اٹھائی جاتی تھی۔ اب اگر بہار میں نتیش کمار کی کابینہ میں ۷۶ / فیصد وزیروں کے خلاف جرائم کے مقدمات ہیں تو ہوا کریں۔ کوئی بات نہیں۔ وہ منسٹر ہیں اس لیے دودھ کے دھلے ہیں۔ اُن کا کردار انتہائی صاف و شفاف ہے۔ وہ دنیائے سیاست کے پاکباز افراد ہیں۔ سفینۂ سیاست کے ناخدا ہیں۔

☆ حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں۔ بی جے پی گندی اور موقع پرست سیاست میں یکتائے روزگار ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ گووا اور منی پور میں چھوٹی پارٹی ہونے کے باوجود اپنی چالبازیوں سے اس نے اپنی حکومت بنا لی اور کانگریس بڑی پارٹی ہونے کے باوجود ساحل پر کھڑی اپنی کشتی کی غرقابی کا افسوس ناک منظر دیکھتی رہی۔

☆ گجرات میں کانگریس کے ممبران اسمبلی کو توڑ لیا گیا۔ یوپی میں ملائم سنگھ کا قصیدہ پڑھنے والوں نے رات و رات اپنا چولا بدلا، سماجوادی انگرکھا اتار پھینکا اور بھگوا رنگ میں رنگ گئے۔ ہندوستان میں کتنے مسلمان ہیں جن کو خریدا جا چکا ہے۔ کتنی پارٹیاں بی جے پی کے قاتل اشاروں پر کام کر رہی ہیں۔ کتنے مسلم لیڈر ہیں جو در پردہ بک چکے ہیں اور جن کی پارٹیاں خفیہ طور پر بی جے پی کا کام کر رہی ہیں۔ کروڑوں روپیہ ہر ماہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ بلکہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ امیدوار کھڑے کیئے جا رہے ہیں۔ مسلم لیڈر بی جے پی اور آر ایس ایس کو برسر عام لعن طعن کر رہا ہے۔ کھلی مذمت واہانت کر

رہا ہے۔ مسلم عوام خوش ہے کہ یہ ہمارا قائد و ہمدرد ہے، خیر خواہ ہے، بے باک ہے، دبنگ ہے، سچا بہی خواہ ہے، صحیح معنی میں یہی ہمارا لیڈر ہے، قائد ہے، حالانکہ یہ اوراس جیسے کتنے اسی لئے کھڑے کیے گئے ہیں کہ مسلم ووٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور زیادہ سے زیادہ حصوں میں بٹ جائے۔ مسلم ووٹ جتنا بٹے گا اتنا ہی بی جے پی کو فائدہ ہوگا۔ ووٹ بٹنے سے اُس کی اہمیت اور ویلیو ختم ہوتی ہے اس راز کو بی جے پی نے سمجھا اور ماضی کے الیکشن میں اپنی سیاسی تدبیر اور شیطانی ذہانت سے مسلمانوں کو بہت سے حصوں میں تقسیم کر دیا جس کا سیدھا فائدہ بی جے پی نے حاصل کیا۔

☆ بی جے پی کی زمام اقتدار تھمانے میں ہماری خانقاہوں اور دینی مدرسوں کا بھی اہم رول ہے۔ ایک بریلی شریف کی خانقاہ رضویہ کی یہ امتیازی شان رہی کہ اس نے کسی بھی پارٹی کی حمایت کا اعلان نہیں کیا بلکہ بار بار یہ اعلان کیا کہ متعصب اور مسلم دشمن جماعت کو اقتدار سے دور رکھنے کے لئے اتحاد بین المسلمین اشد ضروری ہے۔ تقریباً سبھی خانقاہوں اور مدارس نے کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کی حمایت کا اعلان کیا۔ اگر روحانی خانقاہیں اور اسلامی مدرسے باہمی اتحاد کے ساتھ کسی ایک سیاسی پارٹی کی حمایت کا اعلان کرتے تو نقشہ کچھ اور ہی ہوتا مگر ہوا یہ کہ ہر ایک خانقاہ اور مدرسے نے الگ الگ اپنی اپنی پسند اور اپنی اپنی سیٹنگ کی پارٹی کو ووٹ دینے کا اعلان کیا۔ جس کا نتیجہ ووٹ کی تقسیم تھا اور تقسیم ہوئی۔ بی جے پی کو اقتدار میں آنا تھا اور وہ آ گئی۔ چڑیاں کھیت چگ گئی بعد میں کف افسوس ملنے سے کیا فائدہ؟

نالہ و فریاد سے کیا فائدہ
میرے قاتل کام اپنا کر گئے

☆ اب ملکی حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کا جینا دوبھر ہے۔ داڑھی والوں پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔ سرِ راہ اُن کا مذاق ہی نہیں بلکہ گالیاں بکی جاتی ہیں۔ قابل اعتراض اور مسلم مخالف نعرے اور گانے بجائے جاتے ہیں۔ اعتراض کرنے پر فساد، مسلم تباہی اور بربادی۔ کرفیو اور پھر لوٹ مار اور عصمت دری۔

☆ مدارس پر شکنجہ کسا جا رہا ہے۔ دن بدن مسلمانوں کے لیے ملازمت مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے۔ مدارس اسلامیہ کے معمولات ومشاغل اور مدرسین کی حرکات وسکنات پر گہری نظر رکھی جا رہی ہے۔ جو دن آ رہا ہے وہ ماضی سے زیادہ پُر خطر، جو وقت آ رہا ہے وہ گزشتہ سے زیادہ تشویشناک، ہر طرح مسلمان کو ہراساں، بے بس اور مایوس کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ان کے آئینی حقوق سلب کرنے کی بھرپور تیاری ہے۔

ان پراگندہ حالات میں بھی اگر ہمارے قائدین اور روحانی خانقاہیں نیز مدارس اسلامیہ نے آنکھیں نہیں کھولیں تو ۲۰۱۹ء کے پارلیمانی الیکشن میں جو ہوگا وہ ماضی کے آئینے میں صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ آر ایس ایس کی حکمرانی ہوگی۔ مدارس میں قال اللہ. قال الرسول پر پہرے لگے ہونگے۔ مساجد میں اذانیں اور صدائیں اٹھنا مشکل ہوگا۔ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کی ابھی سے کھلے عام بات کی جاتی ہے۔ آئین ونصاب میں تبدیلی کا عمل جاری ہو چکا ہے۔ تمام کلیدی مقامات پر انہیں کے نمائندے اور انہیں کی ذہنیت کارفرما ہے۔ ایک عام چوکیدار سے لے کر سپریم کورٹ کے حاکم اعلیٰ تک، محلے کے کارپوریٹر سے لیکر پرائم منسٹر اور صدر جمہوریہ کی کرسی تک انہیں کی ذہنیت ہے۔ انہیں کا اقتدار۔ انہیں کا دور دورہ ہے۔

انہیں کا دبدبہ ہے اور انہیں کا سکہ رواں دواں ہے۔ ؎

تیرے چاروں طرف سے سخت حصار
تو کہاں جائے گا میرے ہمدم

مسلمان جو بستی بستی، قریہ قریہ، شہر شہر بلکہ خانہ خانہ منتشر ہے، بکھرا ہوا ہے۔ آپس میں دست و گریباں ہے۔ ہندوستانی حالات کے تناظر میں اسے اپنی روش اور اپنا طریقۂ کار بدلنا ہوگا۔ اتحاد کے پُر فضا ماحول میں آنا ہوگا۔ اپنے آپسی اختلافات اور باہمی رسہ کشی کا جنازہ نکالنا ہوگا ورنہ۔ ع

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تمام خانقاہیں اپنے ذاتی مفاد، آپسی رنجشیں اور کبر و نخوت کے بت نجس کو اپنی آستینوں سے نکال کر دریا بُرد کر دیں اور فلاح قوم، ناموس مسلم، عزت وطن، روشن مستقبل، باوقار حیات اور خوشگوار زندگی کے لئے ایک ہو جائیں۔ ؎

ایک ہو جاؤ تو بن سکتے ہو خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

ہندوستان کا ہر مسلمان کسی نہ کسی شیخ، کسی نہ کسی خانقاہ سے وابستہ ہے۔ اگر ان خانقاہوں نے نفرت و عداوت کا طلسم توڑ دیا اور اتحاد و محبت کے پُرسکون سائے میں آ گئے تو ہندوستانی مسلمانوں کا ایک ہونا آسان سے آسان تر ہو سکتا ہے اور مسلم اتحاد و اتفاق کے ساتھ مجموعی طور پر کسی سیکولر اور جمہوری پارٹی کی حمایت کا اعلان کیا جائے تو کوئی بات بن سکتی ہے۔ قوم و ملت کی فلاح و عظمت کے لیے ہمیں ''انا'' کو ''فنا'' کرنا ہوگا ورنہ۔ ؎

قوم کی گردن پہ خنجر آ گیا
پیچھے وہ، آگے سمندر آ گیا

منقبت

نتیجۂ فکر: -مولانا علی احمد سیوانی، علیگڑھ

خوشبو بکھیرتا ہے گُلستانِ اہلبیت
شاداب ہے جہاں میں خیابانِ اہلبیت

ساغر بکب ہیں خُلد میں رندانِ اہلبیت
کتنے ہیں خوش نصیب ثناخوانِ اہلبیت

دوزخ رسید ہوں گے یقیناً جفا شعار
جنّت نشین ہوں گے مُحبّانِ اہلبیت

آغوشِ مُصطفٰی میں پلے تھے سبھی نفوس
ایمان بخش کیوں نہ ہو ایمانِ اہلبیت

میدانِ کربلا میں کنارے فرات کے
ہفتم سے تشنہ لب ہیں اسیرانِ اہلبیت

تیغِ الم سے چور، مصائب سے ہیں نڈھال
منہ سے نہ اُف کیا یہ ہے ایقانِ اہلبیت

اُمّت کی بہتری کے لئے ہیں دُعا گزار
اہلِ وفا پہ دیکھئے احسانِ اہلبیت

کوثر اُداس، ساقیِ کوثر ملول ہیں
پیاسے ہیں تین دن سے اسیرانِ اہلبیت

باطل سے ڈرنے والے نہیں اے یزیدیو
میدانِ کربلا میں دلیرانِ اہلبیت

محشر کی جاں گداز تپش میں علیؔ زار
ساغر بکف رہیں گے مُحبّانِ اہلبیت

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرار الحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ:- جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں ۲۲۸ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئیے۔ اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ۲۲۹ تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب! تم مسلمانوں سے فرماتے تھے، کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔ ہاں! کیوں نہیں؟ اگر تم صبر و تقویٰ کرو۔ اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو ۵۰۰۰ رفرشتے نشان والے بھیجے گا۔ ۲۳۰ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لیے اور اسی لیے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲۳۱ اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے ۲۳۲ اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے ۲۳۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر جائیں۔ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔ یا انہیں توبہ کی توفیق دے۔ یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان۔ اے ایمان والو! سود، دونا دون نہ کھاؤ ۲۳۴ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (سورۂ آل عمران رکوع ۱۳،۱۴ آیت ۱۲۱ تا ۱۳۱)

تفسیر:- ۲۲۸ یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے۔ ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اوس میں سے۔ یہ دونوں لشکر کے بازو تھے۔ جب عبداللہ بن ابی بن سلول منافق بھاگا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور انہیں اس سے محفوظ رکھا اور وہ حضور کے ساتھ ثابت رہے۔ یہاں اسی نعمت و احسان کا ذکر فرمایا ہے۔ ۲۲۹ تمہاری تعداد بھی کم تھی۔ تمہارے پاس ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی ۲۳۰ چنانچہ مومنین نے روز بدر صبر و تقویٰ سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجی اور مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست ہوئی ۲۳۱ اور دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشانی و اضطراب نہ ہو ۲۳۲ تو چاہئیے کہ بندہ مسبب الاسباب پر نظر رکھے اور اسی پر توکل رکھے ۲۳۳ اس طرح کہ ان کے بڑے بڑے سردار مقتول ہوں اور گرفتار کیے جائیں جیسا کہ بدر میں پیش آیا ۲۳۴ مسئلہ: اس آیت میں سود کی ممانعت فرمائی گئی۔ مع توبیخ کے۔ اس زیادتی پر جو اس زمانے میں معمول تھی کہ جب میعاد آ جاتی تھی اور قرض دار کے پاس ادا کی کوئی شکل نہ ہوتی تو قرض خواہ مال زیادہ کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کرتے جیسا کہ اس ملک کے سود خوار کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ کبیرہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا ۲۳۵ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس میں ایمانداروں کو تہدید ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جانیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت،حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر ،سوداگران بریلی شریف

مساجد ومزارات میں عورتوں کے جانے کا حکم

عن ام المومنین عائشة الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لو ادرك رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ما احدث لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔

ترجمہ:- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۴؍صفحہ ۱۷۰)

تشریح :- میرے جدامجد سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے (مسجدوں میں جانے سے)ممانعت شروع فرمادی تھی۔پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی۔پہلے دن میں پھر رات میں بھی۔ مغرب،عشااور فجر میں فاسق لوگ کھانے اور سونے میں مشغول ہوتے تھے۔باہر گھومنا پھرنا ان اوقات میں مروج نہیں تھا۔اب جب کہ زمانے میں فساد آگیا۔فحاشی عروج پر آگئی تو حکم ممانعت عام ہوگیا(یعنی مطلقاً تمام عورتوں کا مسجدوں میں جانا ممنوع کر دیا گیا۔سبحانی غفرلہ)کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زیادہ تھی اب صالحات زائد ہیں؟ یا جب فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں؟ یا جب کم تھے اب زائد ہیں؟ حاشا! بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔اب اگر ایک صالحہ ہے جب ہزار تھیں۔جب اگر ایک فاحشہ تھی اب ہزار ہیں۔اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:لا یاتی عام الا والذی بعده شر منه۔ **ترجمہ:-** ہر آنے والا سال گزشتہ سے بدتر ہوگا۔بلکہ ''عنایه اکمل الدین بابرقی ''میں ہے:امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمادیا وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچیں فرمایا:اگر زمانۂ اقدس میں یہ حالت ہوتی تو حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی دعوت نہ دیتے۔

کچھ آگے چل کر میرے جد کریم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں مزارات پر عورتوں کی حاضری کے ممنوع ہونے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:''توجب ان خیر کے زمانوں میں،ان فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کردی گئیں،اور کاہے سے؟ حضور مساجد(مسجدوں میں آنے)اور شرکت جماعت سے!حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے تو ان ازمنۂ شرور میں(شر وفساد کے زمانے میں)ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی وہ بھی کاہے کی؟ زیارت قبور کے جانے کی!جو شرعاً مؤکد نہیں،اور خصوصاً سے ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا نہ ترسوں میں مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے مناقضت ہے۔شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جلب مصلحت پر سلب مفسده کو مقدم رکھتی ہے(یعنی فائدہ حاصل کرنے سے بہتر فساد کا خاتمہ ہے۔سبحانی)''(فتاویٰ رضویہ جلد ۴؍صفحہ ۱۷۰)

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

دوسرے کی زمین میں دروازہ کھولنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کے مکان کے دو دروازے تھے جس میں سے ایک دروازہ اتر کو اور دوسرا دکھن کو مگر دکھن والا دروازہ عمر کی زمین میں کھلتا تھا جس کی وجہ سے عمر نے اس طرف دیوار اٹھالی اور زید کے مکان کا دروازہ بند کر دیا۔ اب زید عمر سے کہتا ہے کہ تم نے میرا دروازہ بند کیا ہے اس لیے تم اپنی دیوار یہاں سے ہٹالو۔ آیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ غلط؟

سائل محمد مصطفیٰ، سلی جاگیر ضلع پیلی بھیت

الجواب:- عمر نے اگر اپنی زمین میں دیوار اٹھائی اور اپنی ہی طرف کا دروازہ بند کر لیا تو اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں۔ زید کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھر کا دروازہ اپنی ہی زمین میں نکالے کیونکہ کسی دوسرے کی زمین میں دروازہ نکالنا از روئے شرع ناجائز وممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ القوی

۱۶رصفر المظفر ۱۳۹۳ھ

بغیر علم کے مسئلہ شرعیہ بتانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید میلاد خواں ہے اور لوگوں کے گھروں پر میلاد پڑھتا ہے ایک دن اس نے دوران میلاد اعلان کیا کہ داڑھی منڈانا ایسا ہے کہ جیسے ماں کے ساتھ زنا کرنا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟

سائل محمد زاہد، منڈن پور ضلع بریلی شریف

الجواب:- ایسی کوئی روایت اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔ اس میلاد خواں ہی سے پوچھا جائے کہ یہ اس نے کہاں سے کہا؟ اگر اس نے اپنی طرف سے گڑھ کر کہا ہے تو اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

۷رربیع الاول ۱۳۹۳ھ

سولہ سالہ لڑکے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک سولہ سال کا لڑکا ہے جس پر ابھی بلوغیت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے ہیں پوچھنا یہ ہے کہ ایسے لڑکے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ عمرو کا کہنا ہے کہ سولہ سال کے لڑکے کے پیچھے از روئے شرع نماز ہو جائے گی۔ خواہ بلوغیت کے آثار ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ صحیح حکم سے آگاہ فرمائیں۔

سائل (حافظ) محمد داؤد عالم، قصبہ رچھا ضلع بریلی شریف

الجواب: شرعاً وہ لڑکا بالغ ہے۔ اگر وہ لائق امامت ہے تو اس کی امامت صحیح ودرست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴رربیع الاول ۱۳۹۳ھ

دوسری وآخری قسط

خانوادۂ رضا کے علاوہ سرزمین بریلی شریف میں

قبیلۂ بھڑیچ کے مشہور علماء، شعراء، ادباء اور اولیائے کرام

از:- ڈاکٹر محمد حسن قادری، بریلی شریف

نواب عبدالعزیز خاں

نواب عبدالعزیز خاں قبیلۂ بھڑیچ کے نامور بزرگ اور ولی تھے۔نواب عبدالعزیز خاں بن سعادت یار خاں بن نواب محمد یار خاں بن حافظ الملک حافظ رحمت خاں باعتبار علم وفضل علامۂ وقت اور بلحاظ جود وسخا بے مثل تھے۔ابتدائی عمر سے ہی نہایت ذکی وذہین اور صاحب عقل وفراست تھے۔چھ سات سال کی عمر میں مکتب میں اپنے سے اگلی جماعت کے بچوں کا سبق یاد کر لیتے اور دوسرے دن اگر کوئی بچہ اپنا سبق بھول جاتا تو اُس کو یاد کرا دیتے تھے۔کتب درسیہ ابتدائیہ مولوی اللہ یار خاں سے،معقول ومنقول مولوی یعقوب علی خاں اور علامہ مفتی عنایت احمد سے پڑھیں۔اپنے زور ذہانت سے عالم تبحر بن گئے۔عربی وفارسی کے منتہی ہونے کے بعد سنسکرت کا شوق ہوا تو قلیل مدت میں بڑے بڑے پنڈتوں سے سبقت لے گئے۔اس طرح عنفوان شباب میں ہی جامع علوم ہو گئے۔ایک مرتبہ احباب میں سورۂ یوسف کی تفسیر شروع کی تو دو ماہ تک مسلسل چار چار پانچ پانچ گھنٹے تک اپنے بیان کو جاری رکھا۔تبحر علمی اور فصاحت وبلاغت کے دریا بہا دیئے۔حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جس کتاب کو ایک بار دیکھ لیا تمام عمر یاد رہی۔ایک روز برسبیل تذکرہ فرمایا کہ قرآن عظیم کو اگر کوئی شخص چاہے اور ہمت کرے تو ماہ دو ماہ میں حفظ کر سکتا ہے۔اسی اثناء میں ماہ رمضان المبارک آ گیا۔دوستوں سے ذکر کیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم بھی مسجد میں قرآن شریف سنائیں چنانچہ یکم رمضان سے صبح کے وقت ایک پارہ یاد کر لیتے اور دوبارہ سہ پہر کو تلاوت فرما کر شب کو مسجد نواب ایوب خاں میں تراویح سنا دیتے۔۲۸ر تاریخ کو قرآن مقدس ختم کر دیا۔اُس روز بڑے اہتمام سے مسجد میں چراغاں اور شیرینی تقسیم کرائی۔نواب صاحب کی تصانیف میں ''سبیل بخشش،آئینۂ آخرت،مدوجزر اور مجالس العلوم'' بہت مقبول ومشہور ہوئیں۔آخر الذکر کتاب میں بشکل کہانی چالیس مختلف علوم پر عالمانہ،فاضلانہ اور محققانہ بحث کی گئی ہے۔نواب صاحب انتہائی متقی،پرہیزگار،عابد وزاہد تھے اور خدمت خلق کو ذریعہ نجات آخرت سمجھتے تھے۔شرفاء نوازی اور غربا پروری ان کا مشغلہ تھا۔بڑے مہمان نواز تھے۔ہمیشہ دو چار مسافر بالخصوص عرب لوگ مہمان رہتے تھے۔نواب عبدالعزیز خاں کا انتقال ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں ہوا۔اُن کی قبر مقبرہ حافظ الملک میں ہے۔کافی عرصہ قبل راقم الحروف نے قبر دیکھی تھی۔کافی بوسیدہ اور شکستہ تھی اب کیا حال ہے خدا جانے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے والد ماجد امام الاتقیاء مفتی نقی علی خاں سے آپ کے بہت قریبی روابط تھے۔شرعی معاملات میں علامہ نقی علی خاں کی رائے کو سند تسلیم کرتے تھے۔علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ اور مولوی احسن نانوتوی سے درمیان ''اثر ابن عباس'' کے

مسئلہ پر تنازعہ ہوا۔ مفتی نقی علی خاں صاحب نے ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کو عید گاہ میں مولوی احسن نانوتوی کے عید کی نماز پڑھانے کو سخت ناپسند کیا اور غیر شرعی قرار دیا تو نواب عبدالعزیز خاں نے مفتی نقی علی خاں کے موقف کی زبردست حمایت کی اور مولوی احسن کی امامت کے خلاف علماء ومعززین شہر کے ساتھ نواب عبدالعزیز خاں بھی دستخط کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ امام الاتقیاء بھی نواب صاحب کا بسبب تبحر علمی، نیکی، شرفاء نوازی، غرباء پروری اور علم دوستی بہت ادب واحترام کرتے تھے۔

نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ

نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ عرف بنے میاں بریلی کے مشہور بزرگ شاعر اور صاحب تصنیف شخص تھے۔ ہوشؔ بریلوی نواب حافظ محمد یار خاں کی اولاد میں تھے۔ نواب حافظ محمد یار خاں حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے پانچویں بیٹے تھے۔ ہوشؔ فن شاعری میں استاذ تھے۔ بڑی تعداد میں آپ کے تلامذہ تھے۔ بریلی اور اطراف و جوانب میں آپ کی بہت شہرت تھی۔ خلیفہ امیر الدین آزاد مرحوم بریلوی سے فارسی کی تحصیل کی تھی۔ کتب معقول ومنقول مختلف علماء سے پڑھیں۔ فن طب میں حکیم محمد ابراہیم لکھنوی کے شاگرد تھے اور شاعری میں اسیرؔ لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ نعت، قصیدہ، رباعی سب کچھ لکھتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے بے چین کر دیا۔ مختلف شہروں کی سیاحی کی۔ طویل عرصہ تک لکھنؤ میں قیام پذیر رہ کر وہاں کے جلسوں اور محفلوں کو رونق بخشی۔ تاریخ روھیلکھنڈ، کلیات ہوشؔ، مثنوی، ترانۂ ہوش، حدیقۂ نعت (مولود نامہ) وغیرہ اُن کی مطبوعہ تصانیف ہیں۔

نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے والد ماجد امام الاتقیاء مفتی نقی علی خاں کے ہم عصر اور مقربین میں سے تھے۔ ہوشؔ بریلوی علامہ نقی علی خاں کی علمی بصیرت، مومنانہ فراست، مجاہدانہ عزیمت، وسعت ذہنی اور تبحر علمی کے بہت زیادہ قائل و معترف تھے اور اس کا اعتراف علامہ نقی علی خاں کی تصنیف ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' کی تقریظ میں انتہائی عقیدت ومحبت سے کیا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے ہوشؔ بریلوی کی تقریظ کا کچھ حصہ بطور نمونہ پیش ہے۔

''فی الحال نخل کمال سے ایک گلِ تازہ کھلا۔ چمن علم فصاحت و بلاغت بھی پھولا پھلا۔ یعنی انہوں نے نسخۂ باب و تاب موسوم بہ لب لباب، معروف بہ سرور القلوب فی ذکر المحبوب، یہ رنگ برنگ کے مضامین رنگینی سے میدان بیان کو حجلت و باغ رضوان بنا دیا ہے۔ گلہائے وعظ و پند کی شگفتگی سے عین الیقین ہوتا ہے کہ یہ کتاب جواب گلستاں بلکہ رنگینی عبارت کی شگفتی سے کھلتا ہے کہ واقعی عین گلستاں ہے۔ نزہت اور شگفتی میں سراسر ہم پلہ بوستاں ہے۔ لفظوں میں ہزار ہا معنی مناسب رنگ برنگ کے پوشیدہ نظر آتے ہیں۔ مردم دیدہ بھی جن کے دیکھنے سے ہر دم تروتازگی پاتے ہیں۔ ہزار ہا دقائق نکات علمیہ سے یہ کتاب بھری ہے یا شجرۂ علم کی کلی ہے۔ اہل اسلام کی نظر میں ہر باب اس کا

غیرت افزائے جنان ہے۔اس کی ہر فصل پر بلا مبالغہ فصل بہاری کا گمان ہے۔ہوائے مطالعہ اس کی بداعتقادوں کے چمن وطبع کے لیے سر بسر صرصر ہے۔خوش اعتقادوں کو اس کی سیر گل گشت فردوس کے برابر ہے۔ حاسدوں کا غنچۂ بینی اسے دیکھ کر مرجھاتا ہے۔گل طبع میں صم بکم کا نظر آتا ہے۔''

ہوشؔ بریلوی کا انتقال بریلی میں ۳۰؍جون ۱۸۹۲ء مطابق ۵؍ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ کو ہوا۔مقبرۂ حافظ الملک سے ملحق چہار دیواری میں آرام فرما ہیں۔

ہوشؔ بریلوی کا نمونۂ کلام

بنی ہے میرے حق میں فردعصیاں مغفرت نامہ
سنا ہے نام جس دن سے شفیع روز محشر کا

☆☆☆

میرے قبضے میں ہے کونین۔میں شاہِ دوعالم ہوں
اشارہ ہے محمد کے یہی میم میں مشدد کا
میرے اے ہوشؔ ملتے ہیں لب قند مکرر کے
ادا کرتا ہوں جب میم مشدد میں محمد کا

☆

غلام مصطفیٰ خاں

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں کے ۱۴؍بیٹوں میں غلام مصطفیٰ خاں گیارہویں نمبر کے تھے۔حافظ الملک کی حیات میں پندرہ سال کے تھے۔پندرہ سال چند ماہ اور زندہ رہ کر پنج شنبہ ۲۷؍ذی قعدہ ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۷۸۸ء بعمر ۳۰؍سال وفات پائی۔ مقبرہ حافظ الملک کے مقبرے کے زیر دیوار غربی دفن ہوئے۔ذہن عالی اور طبع موضوع کے مالک تھے۔بہت اچھے فارسی داں اور ہندی کے شاعر تھے۔مستؔ تخلص تھا۔خط نسخ لکھنے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔سلسلہ چشتیہ قادریہ میں حضرت سید اکبر علی مودودی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔حافظ الملک کو اپنی تمام اولادوں میں ان سے سب سے زیادہ محبت تھی۔سفر وحضر میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔اپنی وفات سے ایک مہینہ قبل خواب میں دیکھا ایک بزرگ نورانی صورت،سفید ریش شربت کا بھرا ہوا ایک پیالہ اُن کے سامنے لائے اور کہا کہ یہ شربت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا ہے نوش کر یئے۔انہوں نے لے کر پی لیا۔نہایت لذیذ تھا۔آنکھ کھلی تو اُس کی لذت محسوس ہورہی تھی۔جن لوگوں کے سامنے اس خواب کو بیان کیا انہوں نے تعبیر دی کہ ان شاء اللہ آپ صحت یاب ہوجائیں گے۔لیکن خود انہوں نے باوجود کہ اس وقت تک مرض میں شدت نہ ہوئی تھی اپنے صفائے باطن سے پتہ کرلیا کہ اس سے مراد سفر آخرت ہے۔وفات سے ۱۵؍روز قبل تک اگر چہ حرکت کی طاقت نہ رہی تھی پھر بھی چارپائی سے نیچے اتر کر باقاعدہ نماز ادا کرتے تھے۔اس محنت شاقہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر نماز کے بعد کئی کئی گھنٹے بیہوش رہنے لگے اس پر مولوی عبد الباسط،مولوی محمد انوار اور مفتی محمد عیوض صاحب نے فتویٰ دیا کہ حرکت کرنے کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں چارپائی پر نماز جائز ہے۔لیکن وہ پھر بھی چارپائی کے نیچے مصلے پر ہی نماز ادا کرتے رہے۔وصال سے چار روز قبل میاں مکارِم صاحب عیادت کے لیے تشریف لائے تو اُن سے دریافت کیا کہ لفظ ''ھو'' اسمائے الٰہی سے

ہے یا نہیں؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اکثر علمائے سلف اس کے قائل ہیں کہ ''ھـــــو'' اسمائے الٰہی سے ہے بلکہ اسم اعظم ہے۔ کتاب اخبار الاخیار میں بھی اس کا ذکر ہے۔ میاں مکارم نے اس استفسار کا سبب پوچھا تو کہا سرعت نفس اور دل کی دھڑکن کی وجہ سے اللہ کے بجائے اسم ''ہو'' آسانی سے ادا ہوسکتا ہے۔ اب میں اسی اسم کو اختیار کرتا ہوں تا کہ آخری وقت تک میرا ہمدم رہے۔

شب چہار شنبہ چھبیسویں ذیقعدہ کو بے قراری زیادہ ہوگئی چار پانچ خادم ہر وقت سرہانے بیٹھے رہتے تھے۔ نصف شب گزاری تو تین بار بہ تکرار فرمایا، خداوند میں نے بہت تکلیف اٹھائی، اپنے فضل و کرم سے میری مشکل کو جلد آسان کردے۔ دوسرے دن صبح کو نماز فجر سے فراغت کے بعد غش طاری ہوگیا۔ جب ہوش میں آئے تو محرر سے پوچھا کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا؟ اُس نے کہا کہ ابھی چار گھڑی دن چڑھا ہے۔ فرمایا مجھے نماز ظہر کی فکر ہے۔ ایسا نہ ہو بیہوشی کے غلبے سے نماز قضا ہوجائے۔ اُس کے بعد باصرار فرمایا کہ آج سوائے میرے بھائیوں کے اور کوئی شخص میرے پاس نہ آئے۔ غالبًا اس سے یہی مطلب ہوگا کہ اس خضوع و خشوع میں جو اُن کو خالق بے نیاز کے ساتھ تھا کوئی فطور اور قصور سرزد نہ ہو۔ مولوی مکارم اور مولوی مفتی محمد عیوض کے فتوے کے مطابق نماز مغرب و عشاء جمع (صوری) کر کے ادا کی اور دو آدمیوں کو حکم دیا کہ خبردار رہو اگر شدت غش سے میری نماز میں کوئی سہو واقع ہو تو مجھے بتا دینا تا کہ سجدۂ سہو ادا کرلوں۔ نواب مستجاب خاں مصنف ''گلستان رحمت'' جو اپنے بھائی کی تیمار داری کر رہے تھے انتقال کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں:

''غروب آفتاب کے قریب جب بے ہوشی نے طول کھینچا تو ہم سمجھ گئے، ان کا وقت قریب آ گیا۔ ہم نے اُن سے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا تکلیف تام کے ساتھ آنکھیں کھول کر کہا: میرا ہاتھ پانی سے پاک کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کی گیا اور تیمّم کے واسطے مٹی کا ڈھیلا پیش کیا گیا۔ ہر چند چاہا کہ ڈھیلے کو ہاتھ لگا دیں مگر ممکن نہ ہوا۔ اپنی دلی دقت سے پھر ارادہ کیا پھر کامیابی نہ ہوئی۔ تب ہم نے اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر ڈھیلے پر گھمایا اور انہوں نے اس پر اپنا ہاتھ مل کر منھ پر پھیرا چونکہ حالت ہر لمحہ دگرگوں ہوتی جاتی تھی۔ پھر دوسری مرتبہ ڈھیلے پر ہاتھ نہ پہنچ سکا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اُن کا ہاتھ پکڑ کر ڈھیلے پر ملا لیکن فرط بے قراری اور غلبۂ گریہ و زاری سے تیمّم بے ترتیب کرایا۔ اس پر انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ہم سمجھ گئے کہ بے ترتیبی کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا۔ چنانچہ ترتیب کے ساتھ تیمّم کرا کے اُن سے کہہ دیا کہ اب تیمّم ٹھیک ہوگیا۔ انہوں نے نماز مغرب کی نیت باندھی۔ ہاتھوں کو پوری قوت کے ساتھ کہ قوت روحانی کہنا چاہیئے کانوں تک لے گئے۔ نیت باندھی۔ نماز شروع کی۔ رکعت اول اچھی طرح ادا کی۔ دوسری رکعت میں الحمد للہ با آواز بلند زبان سے نکلا اور انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون''

نواب ذوالفقار خاں

نواب ذوالفقار خاں ابن حافظ رحمت خاں اپنے والد کی شہادت کے وقت ۲۲ رسال کے تھے۔ ۲۴ راور چند مہینے اور زندہ رہ کر بعمر ۴۶ رسال بروز چہار شنبہ رمضان المبارک ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء بمقام لکھنؤ وفات پائی۔ چند ماہ بعد اُن کی نعش بریلی لا کر حافظ الملک کے مقبرے میں دفن کی گئی۔

نو ہزار نو سو بائیس روپیہ سالانہ، پانچ روپیہ یومیہ، دو گاؤں اور کچھ آراضی معافی کی انہیں ملی ہوئی تھی جس سے اپنا خرچ چلاتے

تھے۔تقویٰ و ورع سے آراستہ اور جادۂ شریعت پر مستحکم تھے۔کبھی منہیات کے مرتکب نہیں ہوئے۔شبہائے متبرکہ مثلاً شب جمعہ اور شب دوشنبہ کو نوافل و وظائف اور تلاوت قرآن مجید میں تمام رات مصروف رہتے تھے۔نماز پنج گانہ اور نماز جمعہ ہمیشہ باجماعت ادا کرتے اور اکثر و بیشتر عبادت شاقہ میں مصروف رہتے تھے۔موسم سرما ہو یا گرما،سفر ہو یا حضر ایام بیض کے روزے کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔طریقۂ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔چندلڑکیاں اور دس لڑکے اپنی یادگار چھوڑے۔سچے عاشق رسول تھے۔نواب صاحب نے ایک میلادنامہ لکھا جس کی قلمی نقول بعض لوگوں کے پاس موجود تھیں۔تصوف اور نعت میں اُن کا کلام بہت مقبول ہوا۔حیدر تخلص کرتے تھے اُن کے چند مشہور اشعار درج ذیل ہیں:

محمد سرقدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
خدا و مصطفیٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے

نواب حیدر حسن خاں

نواب حیدر حسن خاں ابن حافظ یار خاں ابن ذوالفقار خاں ابن حافظ رحمت خاں نہایت عالی مرتبت اہل فن میں سے گزرے ہیں۔چالیس سال تک مسلسل صرف دہی کے پانی پر گزر کی۔اسی لیے دہی والے میاں کے نام سے مشہور ہوئے آخر میں ترک غذا اور ریاضت شاقہ نے ایسا نحیف و لاغر بنا دیا تھا کہ اُن کی شکل وصورت زندہ انسان کی سی نہ معلوم ہوتی تھی۔وہ سوکھی ہوئی شاخوں کی ایک درخت کے مانند معلوم ہوتے تھے۔چنانچہ ایک دن ایک چڑیا آکر اُن کے سر پر بیٹھ گئی تو فرمانے لگے: کیوں ری چڑیا کیا تو نے مجھے انسان نہ سمجھا؟

حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی جو شمالی ہند میں بہت زبردست ولی گزرے ہیں نواب صاحب کی بابت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ: ''میاں وہ اپنے وقت کے آفتاب ہیں''۔ایک اور روایت کے مطابق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے تھے کہ ''نواب حیدر حسن خاں اپنے وقت کے قطب ہیں''۔

حضرت شاہ جی میاں نے ایک روز صبح اٹھ کر حاضر خدمت لوگوں سے فرمایا رات خواب میں دیکھا میں اور نواب صاحب ساتھ کھانا کھارہے ہیں۔ہونہ ہو اُن کا وصال ہو گیا۔

یہ واقعہ تھا کہ اس روز نواب صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔شاہ جی میاں جب بھی کبھی بریلی رونق افروز ہوتے تو نواب صاحب سے ضرور ملاقات کرنے آتے تھے اور اکثر یہ دیکھا گیا کہ اس قسم کے مواقع پر خلاف معمول اپنے مکان واقع گلی نوابان میں نواب سے بغیر کسی پہلے کی اطلاع کے کواڑوں کی کنڈی پکڑے شاہ جی میاں کے انتظام میں کھڑے نظر آتے تھے۔نواب صاحب کو حضرت شاہ دانہ ولی سے بہت عقیدت تھی اکثر مزار اقدس پر تشریف لے جاتے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ے

خوب واقف ہے میرے حال سے شاہ دانا
عرض حاجت تیری درگاہ میں نادانی ہے

آپ حافظ رحمت خاں کے مقبرے میں آرام فرما ہیں۔

اہل سنت کی آواز (جلد۲۳) ایک مطالعہ

از:- محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت

برصغیر میں سلسلہ قادریہ کی سب سے عظیم، بافیض، علم نواز، علم پرور اور شہرۂ آفاق اگر کوئی خانقاہ ہے تو وہ ''خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ یوپی'' ہے جس کی خانقاہی وروحانی، دینی وعلمی، دعوتی وتبلیغی اور تہذیبی وثقافتی خدمات صدیوں کے دامن پر پھیلی ہوئی ہیں۔

یہی وہ وادیٔ علم وحکمت ہے جو نہ جانے کتنے نوابغ وعباقر کے قابل فخر اور عظیم الشان دینی وعلمی، تصنیفی وتالیفی، تبلیغی وروحانی، ادبی وثقافتی اور لسانی وتہذیبی کارناموں کے لازوال اور انمٹ تاریخی نقوش اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ شریعت وطریقت کے تاجداروں اور تصوف ومعرفت کے درخشندہ ستاروں کی یہی وہ روحانی وعرفانی پریم نگری ہے جس کو ''صاحب سبع سنابل شریف حضرت میر عبدالواحد بلگرامی'' علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے ''حضرت سید شاہ میر عبدالجلیل بلگرامی'' علیہ الرحمہ نے ۱۰۱۷ھ میں اپنی علمی، دینی، اصلاحی، روحانی اور تبلیغی سرگرمیوں کے لئے منتخب فرما کر جس میں ''عصائے رحلت'' نصب فرمایا اور پھر یہیں فروکش بھی ہوگئے، شریعت وطریقت اور تعلیم وتعلم کا یہی وہ حسین ودلکش سنگم ہے جس کے حسن وجمال اور جس کی دلکشی ودل آویزی میں ''امام سلسلہ برکاتیہ سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی پیمی علیہ الرحمہ'' نے اپنی خداداد دینی وعلمی اور روحانی وعرفانی صلاحیتوں سے بے پناہ اضافہ فرمایا۔ شاہراہ تصوف وسلوک کے مسافروں کا یہی وہ ''رین بسیرا'' ہے جہاں بوجھل اور تھکے ماندوں کو راحت وسکون اور بے چین وسیماب صفت لوگوں کو چین وآرام ملتا ہے۔

طریقت ومعرفت اور تحصیل علوم وفنون کی خارزار اور پرپیچ وادیوں کی آبلہ پائی کرنے والوں کا یہی وہ ''پن گھٹ ومورد'' اور ''آبشار وچشمہ شیریں'' ہے جہاں سے حق کے متلاشی حضرات جام سلوک وعرفان پی کر اور مکمل سیرابی حاصل کر کے نشان منزل تک پہونچ گئے۔ یہی وہ ''سنگ درِجاناں'' ہے جسے عالم اسلام کی عبقری اور نابغہ روزگار شخصیت ''مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ'' جیسے عشق ومحبت کے امام، علم وفن کے ''بدر کامل''، معرفت وطریقت کے ''دریتیم'' اور حکمت ودانائی کے ''گوہر آبدار'' نے اپنا قبلۂ عقیدت ومعرفت بنایا اور اپنے آپ کو فروخت کرڈالا۔

اس عظیم خانقاہ نے ہر دور میں تصوف وسلوک، بیعت وارشاد اور پند ونصائح کے ساتھ تصنیف وتالیف اور قرطاس وقلم کے ذریعہ سے بھی امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ اسی زریں سلسلہ کی ایک اہم کڑی خانقاہ قادریہ برکاتیہ کا قدیم علمی، فکری اور ادبی ترجمان رسالہ ''اہل سنت کی آواز'' بھی ہے جو کئی دہائیوں سے تشنگان علوم وفنون اور طالبان تصوف وسلوک کی سیرابی کا سامان فراہم کر رہا ہے۔ سامان کی فراہمی ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ

کے ایمان وعقائد اور معمولات اہل سنت کو ایک مضبوط تحفظ بھی فراہم کر رہا ہے۔ اس عظیم رسالہ کے قدیمی شماروں میں اہم دینی وعلمی اور روحانی وعرفانی مواد کے ساتھ اہل سنت کی تاریخ کے کئی درخشاں باب بھی محفوظ ہیں۔ اِدھر چند سالوں سے اہل سنت کی آواز کے اہم خصوصی شمارے شائع کرنے کا متبرک سلسلہ شروع کیا گیا ہے جو بلا شبہ اپنے اپنے عنوان پر ایک عظیم دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس وقت ہمارے مطالعہ کی میز پر اہل سنت کی آواز جلد ۲۳-محرم الحرام ۱۴۳۸ھ نومبر ۲۰۱۶ء کا وہ خصوصی شمارہ موجود ہے جسے تعلیم کے حوالے سے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے یہ ایک ایسا گلدستۂ رنگا رنگ ہے جو ملک وملت اور جماعت اہل سنت کے نامور قلمکار، تاریخ داں، تاریخ نویس حضرات اور صحافیوں، علمائے کرام، مشائخ عظام اور نوخیز مضمون نگار حضرات کے گراں قدر تحقیقی مضامین کا حسین وجمیل، جاذب نظر مجموعہ اور حسن صوری وجمال معنوی کا دلکش ودل آویز مرقع ہے۔ لائق مبارکباد ہے اہل سنت کی آواز کی مجلس ادارت کہ جن کی حسن نظر اور ذوق لطیف نے ہندوستان کے گلستان علم وادب اور چمنستان قلم وقرطاس سے مختلف رنگ ومزاج کے شگفتہ وخوشنما پھول چن کر انتہائی سلیقہ مندی اور مشاقگی سے ایک دلکش ودلفریب گلدستہ تیار کر کے تعلیم وتعلم کی تاریخ میں ایک لازوال وبیش قیمت اور لائق تحسین وتبریک اضافہ فرمایا ہے۔

۴۳۲ صفحات پر مشتمل اس خصوصی شمارے کا انتساب سیدنا سرکار احسن العلماء علیہ الرحمہ کے برادر اصغر شفیق ملت حضرت سید مرتضی حیدر حسن میاں قادری علیہ الرحمہ کے نام کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر اس خصوصی شمارے میں اداریہ کے ساتھ ۳۱ مضامین ہیں جن میں ۱۹ مضامین تعلیم کی اہمیت ومعنویت کے حوالے سے ہیں۔ ڈھائی صفحات پر پھیلی فہرست مضامین کے بعد ۱۷ صفحات پر مشتمل اس رسالہ کے مدیر اعلیٰ رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر قادری برکاتی نوری مدظلہ کا ایک طویل اداریہ ہے جس میں آپ نے اس خصوصی شمارے کے مشمولات کا اجمالی تعارف کراتے ہوئے تعلیم کی اہمیت و افادیت کو نہایت اجمال واختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ آپ نے یہ اداریہ جس وقت لکھا اس وقت ماہ محرم شروع ہو چکا تھا اس لیے ''حسین تم کو زمانہ سلام کہتا ہے'' کی سرخی کے ساتھ بارگاہ امام میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یوپی کے اسمبلی الیکشن کا وقت قریب تھا اس لحاظ سے آپ نے مسلم ووٹوں کی شیرازہ بندی کے حوالے سے بھی کچھ ضروری نصیحتیں کیں ہیں اگر ہم اُن پر عمل کر لیتے تو آج جو اتر پردیش کے حالات ہیں وہ ہمارے سامنے نہ ہوتے۔ تین طلاق کے سلسلہ میں بھی اپنے موقف کو نہایت جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ عالمی سطح پر امت مسلمہ کی حالت زار پر اپنی تشویش کا اظہار فرمایا ہے۔ ملکی وملی مسائل پر اظہار خیال فرمانے کے بعد خانقاہ برکاتیہ کی علمی، روحانی، عرفانی اور تعمیراتی سرگرمیوں اور اس کے ترقیاتی سفر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اہل سنت کی عظیم ہستیاں جو داغ مفارقت دے گئیں اُن کے حوالے سے بھی دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ اداریہ کے آخری صفحہ میں اظہار تشکر کے عنوان سے تمام مضمون نگار حضرات کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ اس رسالے کی جمع وترتیب اور تدوین و

تہذیب میں حصہ لینے والے حضرات کی ''اظہار تشکر'' کی صورت میں بھر پور انداز میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

اداریہ کے بعد صفحہ نمبر ۲۶ / سے صفحہ نمبر ۵۹ / تک مولانا ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کا ''تعلیم کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' اس عنوان سے ایک طویل اور تحقیقی مضمون ہے جو اس رسالہ کی جان ہے۔ موصوف نے اکبرالہ آبادی کے تین شعروں سے اپنے مضمون کی ابتداء کی ہے۔ مذہب اسلام نے جس تاریک دور میں علم کی شمع کو روشن کیا اس پر بھی گفتگو کی اور قرآن و حدیث میں تعلیم وتعلم کے حوالے سے جو ارشادات، جو فضیلتیں اور جو فوائد مذکور ہوئے انہیں نہایت احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ صفحہ نمبر ۶۰ / تا ۶۷ / پر قرآن کریم اور سائنسی تفسیر نامی مولانا اسید الحق قادری بدایونی کی کتاب کی تلخیص مولانا دلشاد احمد قادری نے کی ہے۔ جس میں قرآن کریم کی سائنسی تفسیر کے جواز اور سائنسی تفسیر کے جواز کی شرطوں کو بیان کیا گیا ہے۔

صفحہ ۶۸ / تا ۸۱ / پر'' قرآن کریم اور ہمارا نزدیکی ہم سایہ سورج'' اس عنوان پر علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ ریاضیات کے سابق صدر پروفیسر ظفر احسن صاحب کا ایک عمدہ مضمون ہے جس میں آپ نے سورج و چاند کے حوالے سے بہت معلومات افزا گفتگو فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں سورج کے لیے عربی لفظ ''ضیاء'' اور چاند کے لیے عربی لفظ ''نور'' اسی طرح ایک جگہ سورج کے لئے لفظ ''سراج'' اور چاند کے لئے لفظ ''منیر'' کا اطلاق وارد ہوا۔ ان میں کیا فرق ہے اُس کو نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا ہے۔ کہکشاں کتنی ہیں اس پر بھی گفتگو کی ہے۔ سورج سے زمین کا فاصلہ کیا ہے وہ بھی بتایا ہے۔ سورج کی توانائی زمین اور اہل زمین تک کیسے پہنچتی ہے اسے بھی واضح کیا ہے۔ سورج کی توانائی کو بجلی میں تبدیل کرنے پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ سورج کے ان تمام فوائد کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا مگر ہم قرآن کریم میں مذکور ان تمام چیزوں سے بہرہ ور نہیں ہو پا رہے ہیں اس پر اپنے درد کا اظہار یوں فرمایا ہے۔ ''چونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آسمان وزمین میں جو بھی اشیاء ہیں ان کو اپنے حکم سے ہمارے کام لگا دیا ہے اس لیے اب اگر ہم ان اشیاء سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو پہلے ہم کو یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کس طرح سے کام کرتی ہیں یعنی ان کی تخلیق کی صحیح حقیقت کیا ہے؟ اور پھر یہ سائنسی معلومات حاصل ہو جائیں تو ہم کو ان اشیاء سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے مناسب ٹیکنالوجی دریافت کرنی ہوگی۔ قرآن کریم تو ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم چیزوں کی صحیح حقیقت کا علم حاصل کریں پھر اس کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھیں بدیگر الفاظ ہم کو سائنس وٹیکنالوجی کے حصول وفروغ میں پوری طرح سے ملوث ہونا ہے۔ آج اگر ہم دنیا میں ذلیل وخوار ہیں اور ہر اسٹیج پر ناکامی سے دوچار ہو رہے ہیں تو اس کی وجہ ہماری سائنس وٹیکنالوجی سے دوری ہے۔ قرآن کے اس پیغام کو ہم سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ کسی بھی مسلم ملک کو دیکھ لیجئے وہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کسی بھی غیر مسلم سے آگے تو دور کی بات برابر بھی نہیں ہے بلکہ سرے سے ہے ہی نہیں''۔

صفحہ ۸۲ / تا ۱۲۱ / پر'' مذہبی تعلیمات اور شخصیت سازی'' کے عنوان پر محترم ڈاکٹر سجاد عالم رضوی اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ تاریخ

پریسیڈینسی یونیورسٹی کولکا تا کا ایک طویل مضمون ہے جس میں آپ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ امت مسلمہ کو متوازن اور صحت مند شخصیت کے حامل افراد کی ضرورت ہے۔شخصیت سازی کیسے ہوتی ہے؟ شخصیت ارتقائی منازل کس طرح طے کرتی ہے اس پر جدید علم نفسیات کی روشنی میں بھر پور روشنی ڈالی ہے مگر عنوان پر آتے آتے قاری کافی بوجھل ہو جاتا ہے۔شخصیت سازی میں مذہبی تعلیمات کی حیثیت کلیدی ہے اس کو فاضل مضمون نگار نے ''شخصیت سازی میں مذہبی تعلیمات کا کردار''، ''شخصیت سازی، ظاہر شریعت اور احسان'' جیسی سرخیوں کے ذریعہ اجاگر کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۱۲۲ر تا ۱۵۲ر پر پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب کا مضمون ''مذہبی تعلیم اور عصری تعلیم میں ہم آہنگی - ایک جائزہ'' کے عنوان سے درج ہے۔جس میں پروفیسر صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مذہبی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم نہایت ضروری ہے اور اس کے ثبوت میں انہوں نے فرمایا کہ'' مفسرین قرآن کے بقول اس (سورۂ علق) کی پہلی آیت یعنی ''اقرأ باسم ربك الذی خلق'' سے علم دین مراد ہے اور ''خلق الانسان من علق'' سے عصری علوم کی طرف اشارہ ہے''۔

صفحہ ۱۵۳ر تا ۱۷۳ر پر مولانا کمال احمد علیمی کا مضمون ''دینی مدارس کا نظام تعلیم اور عصر حاضر کے تقاضے'' کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔بلاشبہ موصوف نے عصر حاضر میں مدارس اسلامیہ کے لیے نہایت مفید مشورے پیش کئے ہیں جن کو ہمارے ارباب مدارس ممکن ہے کہ آنے والے پچاس سالوں میں حقیقت کا لباس پہنا سکیں۔مسلمانوں کی پسماندگی کے یوں تو بہت سے اسباب ہیں مگر ہمارے زیادہ تر دانشور حضرات اس کا ذمہ دار ہماری تعلیم سے دوری کو قرار دیتے ہیں۔بلاشبہ من حیث المجموع اسے صحیح مانا جاسکتا ہے۔اس حوالہ سے پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین صاحب نے ''مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی حقائق، اسباب اور سدباب'' کے عنوان سے ایک گراں قدر مضمون پیش فرمایا ہے۔جس کے ذریعہ آپ نے کئی اہم اور مفید مشورے پیش فرمائے ہیں۔انسان کی شخصیت پر اس کا داخلی اور خارجی ماحول بہر صورت اثر انداز ہوتا ہے۔شخصیت کے بگاڑنے اور سنوارنے میں بہت سی چیزیں اثر انگیز ہوتی ہیں انہیں میں سے ایک ماحول اقامت گاہ بھی ہے۔اقامت گاہ کا ماحول انسان کو کس قدر سنوارتا ہے اس کا اندازہ مجھے استانبول جا کر ہوا۔ترکی پر جب مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک کی حکومت ہوئی تو اس نے اسلامی تعلیمات اور روح اسلام کو مٹانے کے لیے مدارس اسلامیہ اور اسلامی تعلیمات پر سب سے پہلے پابندی لگائی۔اسلام اور شریعت اسلامیہ کے اہم چشموں سے سیرابی کو اس نے تقریباً ناممکن بنا دیا۔وہاں کے ہر بچے کو گورنمنٹ کے ذریعہ قائم کردہ اسکولوں میں پڑھنا لازمی قرار دے دیا۔جہاں انہیں وہی لٹریچر پڑھنا پڑتا جسے حکومت متعین کرتی جو اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور تھا۔ذاتی طور پر اپنے اسکول اور مدرسوں کا قائم کرنا وہاں ممنوع قرار دے دیا گیا۔ایسے میں کچھ خدا ترس اور اسلام کا درد رکھنے والے مخلص حضرات نے جگہ جگہ ہاسٹلوں کے قیام کا سلسلہ قائم کیا۔وہ بچوں کو تو گورنمنٹی اسکول ہی میں پڑھاتے مگر چھٹی کے بعد انہیں اپنے قائم کر

دہ ہاسٹلوں میں رکھتے۔ جہاں وہ ان بچوں کو اسلامی ماحول میں پروان چڑھاتے اس طرح ترکی میں ایسے مخلص حضرات اسلام کو کسی حد تک بچانے میں کامیاب ہوئے۔ اقامت گاہ کی اسی اثر اندازی کو مخدوم گرامی وقار حضرت سید محمد افضل میاں قادری مدظلہ نے ''شخصیت سازی میں اقامتی زندگی کی حصہ داری'' کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے نہایت دلچسپ واقعات بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ ہاسٹل کی زندگی انسان کے اندر کیسی کیسی خوبیاں اور کیسے کیسے عیوب ونقائص پیدا کر سکتی ہے۔ آپ کا یہ دلچسپ ودلفریب مضمون صفحہ ۱۸۰ر تا ۱۸۸ر پر پھیلا ہوا ہے۔ شخصیت سازی کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اور شخصیت سازی میں کن عناصر کی کارفرمائی ہوتی ہے اس کو پروفیسر پرویز طالب صاحب نے ''شخصیت سازی کے عنصر'' کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ آپ کا یہ مضمون صفحہ ۱۸۹ر تا ۱۹۵ر پر درج ہے۔ دورِ حاضر میں عصری تعلیم کے فوائد کیا ہیں اور ان سے ہم کس طرح ملک وملت اور دین ومذہب کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں؟ نیز دینی وعصری تعلیم کے حوالے سے منفی اور مثبت نظریات کیا ہیں؟ ان تمام چیزوں کو ڈاکٹر حسین مشاہد رضوی صاحب نے اپنے مضمون ''عصری تعلیم کے فوائد دورِ حاضر میں'' کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ یہ ایک طویل مضمون ہے جو صفحہ ۱۹۶ر تا ۲۱۴ر پر درج ہے۔ تعلیم کے ساتھ ہماری ملت کو موجودہ دور میں ہنر مندی کی بھی ضرورت ہے۔ ہنر مندی کی اسی اہمیت وافادیت اور حقیقت و معنویت کو واضح کیا ہے ہمارے ایک عزیز پروفیسر عبدالوحید صاحب نے اپنے مضمون ''ووکیشنل کورسیز (ہنر مندی) اور ان کی افادیت'' میں۔ مضمون بلاشبہ پڑھے جانے اور اس سے زیادہ عملی جامہ پہنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مضمون کو ہم اس خصوصی شمارے کے صفحہ ۲۱۵ر تا ۲۲۴ر پر پڑھ سکتے ہیں۔ سرزمین ہندوستان پر امت مسلمہ اور ملک ہندوستان کے عروج وارتقاء میں جن عصری علوم وفنون کے اداروں نے کلیدی کردار ادا کیا ان سب کو ایک تاریخی پس منظر کے ساتھ ڈاکٹر فصیح راغب گوہر صاحب نے ''ہندوستان میں مسلمانوں کے عصری علوم وفنون کے ادارے'' نامی مضمون کے ذریعہ بیان فرمایا ہے۔ عصری علوم کے جن اداروں نے سرزمین ہندوستان کے نونہالوں کا مستقبل سنوارا ان کے قیام کے اسباب ومحرکات کیا رہے؟ ان کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟ ان دستاویزی اور تاریخی باتوں سے احسن انداز میں روشناس کرایا ہے مولانا توفیق احسن برکاتی صاحب نے۔ آپ کا یہ دستاویزی مضمون ہم اس شمارے کے صفحہ نمبر ۲۳۳ر تا ۲۴۷ر پر پڑھ سکتے ہیں۔ ہر ملک کے پالیسی ساز ادارے تعلیم وتعلم کے حوالے سے بھی وقتاً فوقتاً پالیسیاں بنا کر اپنی عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ اُن پالیسیوں میں درج ہدایات، تفصیلات، مشورہ جات اور مفید باتوں سے عوام روشناس ہو سکے اور استفادہ کر سکے۔ مگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت کو ان پالیسیوں کی معلومات نہیں ہوتی۔ اس کو آسان بنانے کا کام کیا ہے ڈاکٹر فہیم عثمان صدیقی اور ڈاکٹر ثمینہ فاضلی نے۔ انہوں نے ''قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۶ء کا مسودہ خلاصہ اور تجزیہ'' کے نام سے آسان انداز میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس کوشش میں یہ کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ یہ مضمون طویل بھی ہے اور ادق بھی۔

چونکہ عنوان ہی مشکل ترین ہے۔اس وجہ سے ممکن ہے کہ قاری دوران مطالعہ اکتاہٹ محسوس کرے۔لیکن اگر قاری نے اپنی اس اکتاہٹ کو قابو میں کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۲۴۸/تا ۲۸۸/ پر مشتمل اس مضمون کو بغور سمجھ کر پڑھ لیا تو وہ اپنے ساتھ امت کے نونہالوں کو بھی بہم فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ہم اپنی سماجی اور معاشی برتری کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے کن کن چیزوں کو بروئے کار لا سکتے ہیں اس سلسلہ میں دانشور حضرات نے بہت سی چیزوں کی نشاندہی کی ہے مگر مدیر جام نور نے اس سماجی اور معاشی برتری کو صرف اور صرف تعلیم ہی میں منحصر کر دیا ہے۔تعلیم سے دوری کو انہوں نے زوال کا سبب بتایا ہے ۔اپنے اس موقف کو انہوں نے ''تعلیم-سماج اور معاشی برتری کا واحد حل'' نامی مضمون میں پیش کیا ہے۔جسے قارئین صفحہ نمبر ۲۸۹/تا ۲۹۷/ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ تعلیم کے فقدان کے علاوہ بھی بہت سے بنیادی اسباب ہیں جو ہمارے زوال کا سبب بنے ہیں جن میں ایک اہم سبب اپنے اسلاف سے فکری بغاوت،مذہب اور مذہبی روح سے دوری بھی ہے۔تعلیم نسواں کی اہمیت وافادیت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔مگر پتہ نہیں کب سے ہماری خواتین میں ناخواندگی کا رجحان جڑ پکڑ گیا۔اسی رجحان کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے احمد رضا صابری صاحب نے ''تعلیم نسواں کی معنویت-مسائل اور امکانات'' اسی طرح مولانا محمد نور نبی یوسفی نے ''تعلیم نسواں-امت مسلمہ کے لیے قابل غور پہلو'' نامی مضمون تحریر کئے ہیں جنہیں حضرت سید امان میاں قادری صاحب کی خواہش پر اس خصوصی شمارے کی زینت بنایا گیا ہے۔یہ دونوں مضمون ترتیب وار صفحہ ۲۹۸/تا ۳۱۲/ پر درج کئے گئے ہیں۔

نئے نئے آفاق کی تلاش ارتقاء پذیر قوموں کی نشانی ہے۔یہ خوبی لائق تحسین بھی ہے اور قابل مبارکباد بھی۔مگر یہ خوبی عیب اس وقت بن جاتی ہے جب کہ انسان نئے نئے آفاق کی تلاش میں اپنے قدیمی گھر کو ہی فراموش کر بیٹھے۔اسی طرح اپنے قدیمی گھرانے اور اپنی جڑوں سے وابستہ رہنا بلا شبہ ایک اہم خوبی ہے مگر اس میں بھی نقص اس وقت پیدا ہو جاتا ہے جب صرف اسی سے وابستہ رہتے ہوئے جدید تقاضوں کو فراموش کر دیا جائے۔خانقاہ برکاتیہ اس حوالہ سے بھی قابل مبارکباد ہے کہ یہاں ''قدیم صالح'' اور ''جدید نافع'' کا حسین سنگم دیکھنے کو ملتا ہے۔دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگی کی صورت میں اگر قدیم صوفیا کے معمولات کو دیکھنا ہو تو مارہرہ مقدسہ اور اس سے وابستہ اداروں کا ایک مرتبہ انسان کو سفر ضرور کر لینا چاہیئے۔یہاں اسلاف کی ''قدیم علمی و روحانی شراب جدید جاموں میں'' آپ کی ضیافت کرتی نظر آئے گی۔خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی انہیں خصوصیات کو بیان کیا ہے محترم ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب نے اور اپنے اس اہم مضمون کے لیے موصوف نے ''خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا تعلیمی مشن'' نامی شہ سرخی کا انتخاب کیا ہے۔خانقاہ برکاتیہ کی ان خوبیوں سے روشناس ہونے کے لیے آپ کو اس شمارے کے صفحہ ۳۱۳/تا ۳۲۳/ کی سیر کرنا ہوگی۔خانقاہی روایات اور رسومات کو خانقاہ برکاتیہ کئی صدیوں سے تحفظ فراہم کرتی چلی آ رہی ہے جس کا اندازہ آپ کو ممدوح اعلیٰ حضرت،تاج العلماء حضرت سید

شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ کی اُن دستاویزی تحریروں سے ہو جائے گا کہ جو اہل سنت کی آواز کے قدیمی رسالوں میں عرس قاسمی برکاتی کی روداد کے تحت موجود ہیں۔ان سب رودادوں کو''قدیم عرس قادری برکاتی شریف کی مختصر روداد'' کے عنوان سے اہل سنت کی آواز کے نئے شماروں میں دوبارہ پیش کرنے کا التزام کیا گیا ہے جو بلاشبہ ایک قابل تعریف سلسلہ ہے۔اس روداد سے اس زمانے کے مقتضیات سے متعلق تاریخ کی ہمیں معلومات حاصل ہوتی رہے گی۔اس خصوصی شمارے میں اکیسویں عرس قاسمی کی روداد کو شامل کیا گیا ہے جسے حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے بڑی تفصیل سے رقم فرمایا ہے۔یہ روداد ہمیں اس شمارے کے صفحہ ۳۲۴؍تا ۳۳۶؍پر پڑھنے کو ملے گی۔چونکہ یہ شمارہ ماہ محرم میں منظر عام پر آنا تھا اس مناسبت سے اس خصوصی شمارے میں صفحہ ۳۳۷؍تا ۳۴۹؍پر سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ کی ایک تقریر کو الفاظ کا جامہ پہنا کر''کربلا کا مسافر'' نامی سرخی کے ساتھ درج کیا گیا ہے اور اسی سے متصل حضرت احسن العلماء قدس سرہ کی تقریر کو بھی''ملفوظات حضرت احسن العلماء قدس سرہ بعنوان ذکر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' شامل کیا گیا ہے۔بلا شبہ حضرات سیدین کی یہ دونوں تقریریں''ذکر کربلا'' کے عنوان پر نہایت اہمیت کی حامل اور ذکر شہدائے کربلا کرنے والے مقررین حضرات کے لیے بہت مفید ہیں۔اگر ان دونوں تقریروں کو سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو ذکر کربلا کے عنوان پر کئی تقریریں تیار کی جا سکتی ہیں۔حضرت سیدنا سرکار احسن العلماء علیہ الرحمہ کے برادر اصغر شفیق ملت حضرت سید شاہ مرتضیٰ حیدر حسین میاں جنہیں مارہرہ مقدسہ کے موجودہ بزرگ اپنے گھر کے بزرگوں کی آخری نشانی سمجھتے اور بتاتے ہیں۔وہ مؤرخہ ۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۴؍مئی ۲۰۱۶ء شب معراج اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔موصوف علیہ الرحمہ کے انتقال پر راقم الحروف نے بھی ماہنامہ اعلیٰ حضرت ماہ جون کے شمارے میں ایک مضمون تحریر کیا تھا جسے اداریہ کی صورت میں شائع کیا گیا۔حضرت شفیق ملت علیہ الرحمہ کے تعلق سے''میرے عم محترم-ممیاں(حضرت شفیق ملت سید شاہ مرتضیٰ حیدر حسین میاں کو خراج عقیدت)'' کے عنوان سے کچھ یادگاریں رقم فرمائی ہیں شرف ملت حضرت سید محمد اشرف قادری مدظلہ نے۔انداز نہایت دلگیر ہے۔الفاظ وعبارات نہایت سادہ وشستہ جو موصوف کا خاص انداز تحریر ہے۔ان یادگاروں سے روشناسی حاصل کرنے کے لیے ہمیں صفحہ ۳۷۸؍تا ۳۸۵ کی ورق گردانی کرنی ہوگی۔حضرت شفیق ملت کے تعلق سے کچھ ضروری یادگاریں محترم بھائی محمد اکبر قادری صاحب نے بھی''میرے شفیق۔شفیق ملت کے عنوان'' سے رقم کی ہیں جنہیں ہم صفحہ ۳۸۶؍تا ۳۸۷؍پر دیکھ اور پڑھ سکتے ہیں۔محترم محمد اکبر قادری صاحب نے آپ کے چند روزانہ کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کے انتقال،غسل،تکفین،نماز جنازہ اور تدفین کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔''اہل سنت کی آواز جلد ۲۲؍-۲۰۱۵ء مطالعہ کی میز'' پر اس عنوان سے گزشتہ شمارے پر تبصرہ کیا ہے مفتی قطب الدین رضا مصباحی صاحب نے۔اپنے تبصرے کے اخیر میں انہوں نے مجلس ادارت سے جو گزارش کی تھی وہ

اس رسالہ میں بھی نہیں ہے۔خانقاہ برکاتیہ نے اپنے ترجمان رسالہ اہل سنت کی آواز کے پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کی جو علمی و ادبی خدمات انجام دی ہیں ان خدمات کا احاطہ کیا ہے ڈاکٹر رضوان الرضا رضوان صاحب نے اپنے مضمون ''خانقاہ مارہرہ کی علمی و ادبی خدمات اہل سنت کی آواز کے حوالے سے''۔اہل سنت کی آواز کے جتنے شمارے انہیں دستیاب ہو سکے ان کا انہوں نے اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔

امت مسلمہ کے نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے خانقاہ برکاتیہ نے علی گڑھ کی سرزمین پر امت مسلمہ کو''جامعہ البرکات''اور مارہرہ مقدسہ میں''جامعہ احسن البرکات'' کی صورت میں دو مضبوط علمی پلیٹ فارم عطا کیے ہیں۔اہل سلسلہ اور وابستگان خانقاہ برکاتیہ خاص طور پر اور پوری جماعت اہل سنت عمومی طور پر اس کی ترقیاتی رپورٹ کی منتظر و خواہاں رہتی ہے۔مذکورہ افراد کی خواہشات کے مدنظر ان ترقیاتی رپورٹوں کو''کوائف جامعہ البرکات علی گڑھ'' کے نام سے تیار کیا ہے ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب اور ''کوائف جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف'' کے نام سے مولانا فضیل احمد مصباحی صاحب نے۔ان ترقیاتی رپورٹوں پر مشتمل اس حسین و دلفریب گلستان علم و فضل کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے مشام جاں کو معطر کرنے کے لیے ہمیں صفحہ ۱۰۴۰ر تا ۱۴۱۴ر کی بھرپور سیر کرنا ہوگی۔خانقاہ قادریہ برکاتیہ میں یوں تو سال بھر مشائخ سلسلہ کے وصال کی تاریخوں پر ایصال ثواب کی محفلیں ہوتی ہیں مگر تزک و احتشام کے ساتھ عرس صاحب البرکات،عرس قاسمی برکاتی اور عرس احسن العلماء کی محفلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن کی روداد اہل سنت کی آواز کے ہر شمارے میں پیش کی جاتی ہے۔''عرس صاحب البرکات کی آنکھوں دیکھی''اس عنوان کے تحت مولانا محمد اکبر علی برکاتی نے حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ کے ۲۹۶ر ویں، محترم محمد اکبر قادری صاحب نے''عرس قاسمی برکاتی ۲۰۱۶ء'' کی سرخی کے ساتھ ۸۹ر ویں عرس قاسمی برکاتی اور''سالانہ فاتحہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ'' کی سرخی کے ساتھ سرکار احسن العلماء کے اکیسویں سالانہ عرس کی روداد پیش فرمائی ہے۔پہلے کے شماروں میں محترم محمد اکبر قادری صاحب ہمارے مرشد برحق امین ملت حضرت سید امین میاں قادری برکاتی مدظلہ النورانی کے دعوتی اسفار کی روداد رقم فرمایا کرتے تھے۔جس سے ہم جیسے اہل ارادت اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتے تھے۔مگر اس خصوصی شمارے کے مطالعہ کے بعد ہم ان دعوتی اسفار کی لذتوں سے محروم رہ گئے۔مجموعی طور پر یہ خصوصی شمارہ تعلیم و تعلم کے حوالے سے ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ترتیب و تہذیب قابل تعریف ہے۔پروف کی غلطیاں نا کے برابر ہیں البتہ قرآن کریم کی آیتوں کو نقل کرنے میں رسم قرآنی کی رعایت کا التزام نہیں کیا گیا جبکہ یہ التزام واجب ہے۔امید ہے کہ آئندہ شماروں میں اس کا بھرپور خیال رکھا جائے گا۔

نماز عید کی دو مرتبہ جماعت کا شرعی حکم

از:-محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی،نوری دارالافتاء مدینہ مسجد،کاشی پور اتراکھنڈ

کسی وجہ سے اگر عید کی نماز چھوٹ گئی تو کیا اس کے بعد دوسری جماعت اسی مسجد میں کسی اور کو امام بنا کر ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ وہ کون سی صورتیں ہیں جب کہ جمعہ کی نماز ایک ہی مسجد یا جمعہ اور عیدین کی نماز ایک ہی مسجد اور ایک ہی عیدگاہ میں ادا کی جاسکتی ہے؟ وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں یہ نمازیں ایک ہی مسجد اور ایک ہی عیدگاہ میں نہیں ہوسکتیں۔ان تمام صورتوں کا ہم ذیل میں فقہی جزئیات کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

فقہاء وعلماء کرام کا یہی حکم ہے۔کہ نماز عید اگر کسی سبب سے مسجد میں مقررہ امام کے ساتھ نہ ادا کرسکیں تو دوسری مسجد میں چلے جائیں۔دوسری جماعت اسی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اور اس کی علت یہ ہے کہ عید اور جمعہ کی امامت کے لئے سلطان اسلام، یا ماذون یا عوام الناس کا منتخب کردہ امام شرط ہے۔ان کے سوا کسی اور کو پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔خواہ امام حافظ قاری ہی ہو۔امام معین کے نماز عید پڑھا لینے کے بعد وقتی طور پر دس بیس سو پچاس لوگوں کے کہنے سے کسی کو عید اور جمعہ کا امام نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

اس مسئلہ میں درج ذیل باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔جن پر آگے تفصیلی بحث کی جائے گی۔

(۱) عید کی نماز اگر امام معین نے پڑھا دی ہے اور کچھ لوگ تاخیر کے سبب رہ گئے یا وہ نماز میں تھے مگر ان کی نماز کسی سبب فاسد ہوگئی تو وہ کیا کریں؟

(۲) وقت باقی ہے تو کیا باقی ماندہ حضرات امام معین کے نماز پڑھانے کے بعد اسی مسجد میں دوسری جماعت کر سکتے ہیں؟

(۳) نماز پنجگانہ کی طرح کیا عید کی بھی جماعت ثانیہ کی اجازت ہے۔

(۴) اگر دوسری جماعت کی جائے تو امام کسے بنایا جائے؟

(۵) اگر اپنی مرضی سے کسی کو امام بنا کر کے نماز ادا کریں تو کیا شرعاً ایسا کرنے کی اجازت ہے؟

مذکورہ بالا مسائل کی بالترتیب تفصیل ملاحظہ کریں۔

پہلی صورت میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر مقررہ امام نے از روئے شرع نماز درست پڑھا دی ہو اور ایک شخص یا کچھ لوگ نماز سے رہ گئے ہوں تو وہ عیدگاہ وغیرہ دوسری جگہ نماز ادا کرنے کی کوشش کریں۔اگر وہاں بھی نماز نہ پڑھ پائیں خواہ کسی سبب سے ہو تو پھر انہیں نماز عید پڑھنے کا حکم نہیں ہے بلکہ فقہائے کرام نے انہیں چاشت کی چار رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے:

”ان الإمام لو صلاها مع جماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها من فاتته إذا خرج الوقت، وكذلك فى الوقت“

امام نے نماز پڑھا دی جماعت کے ساتھ اور کچھ لوگوں کی نماز چھوٹ گئی تو وہ وقت میں یا اس کے بعد اس کی قضا نہیں کریں گے۔“

[تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ۱/ ۲۲۶،باب صلاة العيد]

درر الاحکام شرح غرر الاحکام میں ہے۔

"ان الإمام صلاها مع جماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها في الوقت وبعده"

امام نے نماز پڑھادی جماعت کے ساتھ اور کچھ لوگوں کی نماز چھوٹ گئی تو وہ وقت میں یا اس کے بعد اس کی قضا نہیں کریں گے۔"

[درر الاحکام شرح غرر الاحکام، ۱/۱۴۴]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لو صلاها مع الجماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها من فاتته خرج الوقت أو لم يخرج"

اگر امام نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھادی اور بعض لوگوں کی نماز چھوٹ گئی تو جن کی نماز چھوٹی ہے وہ قضا نہیں کریں گے وقت نکل گیا ہو یا نہ نکلا ہو۔"

[فتاوی عالمگیری، ۱/۱۵۲، ۱۵۳، باب صلاة العيدين]

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، درر الحکام شرح غرر الاحکام اور فتاویٰ عالمگیری کی عبارت سے صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص یا ایک سے زیادہ لوگوں کی نماز عید کی جماعت چھوٹ گئی ہو تو وقت باقی ہو یا نہ ہو وہ اب قضا نہیں کریں گے۔لیکن فقہ کی دوسری کتابوں میں دوسرے مقام پر امام مقرر و معین کے پیچھے اگر نماز مل سکتی ہو تو وہاں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے بصورت دیگر نماز چاشت ادا کرنے کا۔ملاحظہ کریں:

بحرالرائق میں ہے:

"(قوله :ولم تقض إن فاتت مع الإمام) فمراده نفي صلاتها وحده وإلا فإذا فاتت مع إمام وأمكنه أن يذهب إلى إمام آخر فإنه يذهب إليه، لأنه يجوز تعدادها في مصر واحد في موضعين وأكثر اتفاقا إنما الخلاف في الجمعة وأطلقه فشمل ما إذا كان في الوقت أو خرج الوقت، وما إذا لم يدخل مع الإمام أصلا أو دخل معه وأفسدها فلا قضاء عليه أصلا.

ان کا قول کہ قضا نہیں کرے گا اگر امام کے ساتھ فوت ہوگئی۔تو اس سے مراد تنہا اس کی نماز کا چھوٹ جانا ہے اگر امام کے ساتھ چھوٹ گئی (مطلب نماز ادا کر چکا ہے اس نے نہیں ادا کی) اور اگر دوسرے امام کی طرف جانا ممکن ہو تو وہاں جائے کیوں کہ نماز عید کا ایک ہی شہر میں دو اور اس سے زیادہ مقامات پر ہونا جائز ہے بالاتفاق۔البتہ جمعہ میں اختلاف ہے۔اور ان کا اسے مطلق رکھنا اس لئے کہ وہ اس حکم کو شامل ہے کہ کم وقت میں ہو یا وقت نکل گیا ہو۔اور جب امام کے ساتھ بالکل شامل نہیں ہوا یا شامل ہوا ہو لیکن نماز فاسد کردی ہو تو اس پر بالکل قضا نہیں ہے۔"

[بحر الرائق شرح کنز الدقائق، ۲/۲۸۳، ۲۸۴ صلاة العيدين]

مراقی الفلاح میں ہے:

"فإن شاء انصرف وإن شاء صلى نفلا والأفضل أربع فيكون له صلاة الضحى"

تو اگر چاہے (دوسری جگہ) پڑھ لے اور اگر چاہے تو نفل نماز ادا کر لے اور افضل یہ ہے کہ چار رکعت نماز پڑھ لے تاکہ نماز چاشت ہو جائے۔"

[مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، باب صلاة العيدين، ۱/۲۰۳]

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

ولو قدر بعد الفوات مع الإمام علی إدراکها مع غیره فعل للاتفاق علی جواز تعددها"

اگرایک امام کے ساتھ فوت ہونے کے بعد دوسرے امام کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہوتو نمازی وہاں چلا جائے کیونکہ متعدد مقامات پر عید کے جواز پر اتفاق ہے۔"

[حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۵۳۵]

درمختار میں ہے:

'لو امکنه الذهاب الی امام آخر فعل لانها تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرة"

اگر دوسرے امام کی طرف جانا ممکن ہوتو جائے کیوں کہ ایک شہر میں کئی جگہ نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔"

[الدر المختار، ۳/ ۵۹، باب العیدین]

شدید بارش کے سبب بعض اہل شہر کی نماز عید چھوٹ جانے پر جماعت ثانیہ سے متعلق ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''اگر مقرر کردہ امام سب پڑھ چکے اور بعض لوگ رہ گئے تو یہ بیشک نہیں پڑھ سکتے نہ آج نہ کل"

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/ ۸۰۵]

حضور اعلیٰ حضرت کی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی عبدالحق صاحب رضوی مفتی اشرفیہ مبارکپور، لکھتے ہیں:

''اللہ عزوجل سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو اسلام اور مسلمین کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے کہ میں اپنی اس تحریر میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا، آقائے نعمت سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنے فتوی مبارکہ کے اخیر کی چند سطروں میں وہ سب کچھ کہہ دیا یعنی وہ مسلمان جو جمعہ وعیدین کی پہلی جماعت میں شریک نہیں ہوسکے ہیں اور ان باقی ماندہ لوگوں میں کوئی مقرر کردہ امام جمعہ وعیدین بھی ہے تو دوسری جماعت کی امامت وہی مقرر کردہ امام جمعہ وعیدین کرے گا اور اگر مقرر کردہ سارے امام پڑھ چکے ہیں تو ایسی صورت میں باقی ماندہ لوگ اگر جمعہ ہے تو تنہا تنہا اپنی ظہر پڑھیں گے اور اگر عیدین ہے اس کی قضا نہیں۔ لہٰذا ترک واجب کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفار کریں گے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ چار رکعت چاشت کی نماز پڑھیں"

[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اکتوبر ۲۰۱۶ء ص ۱۱]

صدر الشریعہ فرماتے ہیں۔

''امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے" [بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۷۸۳]

بحر الرائق، مراقی الفلاح، حاشیہ طحطاوی، اور بہار شریعت کی مندرجہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ اگر امام معین کے ساتھ نماز عید نہ ادا کرسکا تو دوسرے کسی امام کے پیچھے نماز ادا کرے۔ نیز بحر الرائق اور درمختار سے یہ بھی پتہ چلا کہ نماز عید شہر میں کئی مقامات پر ہوسکتی ہے۔ اور فتاوی رضویہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ اگر شہر کے سبھی مقرر کردہ امام نماز سے فارغ ہوگئے ہوں تو پھر نماز عید ادا کرنے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ ایک ہی مقام پر نماز عید کی امام معین اور امام غیر معین کے ساتھ دو جماعتوں کی اجازت کتب فقہ میں صراحتاً کہیں نظر سے نہیں گزری۔ بعض کتب میں اجمالی طور پر دو جماعت کا ذکر ہے مگر مشروط ہے۔ جس

کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آپ ملاحظہ کریں گے۔

یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ اگر ایک یا ایک سے زیادہ لوگوں کی نماز عید چھوٹ جائے تو وہ کوشش کریں کہ کسی اور مسجد میں امام معین کے پیچھے ادا کرلیں۔ورنہ نماز نفل چار رکعت بشکل چاشت ادا کرلیں۔اب رہا معاملہ یہ کہ جس طرح نماز پنجگانہ میں جماعت کے بعد دوسری جماعت کی اجازت ہے تو کیا وہ اجازت نماز عید کے لئے بھی ہوگی۔ اور جس طرح کسی بھی نیک لائق امامت شخص کو نماز پنجگانہ میں نماز کے لئے کھڑا کردیتے ہیں کیا نماز عید میں بھی کرسکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے، کہ امام معین کے نماز عید پڑھالینے کے بعد جماعت ثانیہ اسی مسجد میں جائز نہیں ہے۔البتہ امام معین کے نماز پڑھالینے کے بعد نماز پنجگانہ کی جماعت ثانیہ چند قیود کے ساتھ بلاکراہت جائز ہے۔اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو یہیں مغالطہ ہوتا ہے۔وہ نماز پنجگانہ کے حکم کو نماز عید و جمعہ پر بھی منطبق کردیتے ہیں۔ حالانکہ نماز عید اور نماز جمعہ کا حکم نماز پنجگانہ سے بہت جداگانہ ہے۔ نماز پنجگانہ میں کسی بھی شخص کو امام بنا کر جماعت ادا کرسکتے ہیں۔مگر عید اور جمعہ کی نماز میں ایسا نہیں ہے۔وہاں تو جماعت کے لئے امام، بادشاہ اسلام ہو، یا اس کا نائب و ماذون ہو یا یا قاضی شرع ہو جسے علماء نے قاضی مانا ہو یہاں قاضی سے عوام کا منتخب قاضی مراد نہیں ہے۔یا اعلم علمائے بلد یعنی شہر کے سبھی عالموں میں سب سے زیادہ علم والا عالم ہو، اگر یہ سب نہ ہوں تو وہ بجبوری عامہ مسلمین نے جسے متفقہ امام مقرر کیا ہو، بس اسی کو عید اور جمعہ پڑھانے کی اجازت ہے۔اس کے ہوتے ہوئے یا اس کے نماز پڑھالینے کے بعد وقتی طور پر کسی کو امام منتخب کرلینا اور اس کے پیچھے نماز عید و جمعہ ادا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ یہ سب بخوبی جانتے ہیں کہ ایک عیدگاہ میں یا ایک مسجد میں بس ایک ہی امام معین و مقرر کیا جاتا ہے جسے سب جانتے ہیں کہ اس مسجد کا امام فلاں شخص ہے۔کیوں کہ اس کا تقرر ہو چکا ہوتا ہے۔تو شرعی ضابطہ یہی ہے کہ بس نماز عید و جمعہ پڑھانے کا حق اسی کو حاصل ہے۔اگر وہ پڑھادے تو پھر کسی کو اجازت نہیں ہے۔ہاں البتہ سلطان اسلام وغیرہ جن کا ذکر اوپر ہوا وہ اس وقت کسی کو امام مقرر کریں تو اجازت ہوگی۔لیکن سو پچاس لوگ وقتی یوں ہی کسی کو جماعت ثانیہ کے لئے کھڑا کردیں اور اسے امام بنالیں شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

یہاں یہ بھی باور کرادیں کہ نماز عید و جمعہ دونوں کا حکم ایک ہے نماز عید کے سوائے خطبہ کے وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے ہیں۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

"ویشترط للعید ما یشترط للجمعة إلا الخطبة"

''نماز عید کے لئے وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے لئے ہیں سوائے خطبہ کے۔''

[فتاوی عالمگیری، ۱/ ۱۵۰،باب صلاة العیدین]

'لہٰذا نماز عید اور جمعہ کی پہلی جماعت ہو یا دوسری جماعت، اس کے لئے مشروط امام ہی ضروری ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو نہ پہلی جماعت ہوگی اور نہ دوسری۔

علاوہ ازیں ایک جماعت امام معین پڑھالے تو دوسرا امام عموماً مساجد میں معین نہیں ہوتا تو اس کو نماز عید و جمعہ کا حق امامت حاصل نہیں ہوگا۔اور جب حق حاصل نہیں ہوگا تو وہ پڑھا نہیں سکتا اور جب وہ پڑھانے کا اہل ہی نہیں تو اس کے پیچھے نماز کیوں کر ہوسکتی ہے؟

اور جب نماز نہیں ہوسکتی تو جماعت کی اجازت کیسے مل جائے گی۔

نماز عید اور جمعہ کے لئے امام کے کیا شرائط ہیں اور امام معین کے نماز پڑھانے کے بعد نماز عید کی جماعت کے لئے کون سا امام نماز پڑھا سکتا ہے اور کب نماز ثانی پڑھی جاسکتی ہے اور کب نہیں۔

کتب فقہ کی درج ذیل عبارات میں تفصیل ملاحظہ کریں:

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قوله " :لا تتم بدون الإمام أى السلطان أو مأموره "أى وقد صلاها الإمام أو مأموره فإن كان مأمورا بإقامتها له أن يقيمها"

اوران کا قول کہ امام یعنی سلطان اسلام یا اس کے مامور کے بغیر نماز پوری نہیں ہوسکتی ۔یعنی امام یا اس کے نائب نے نماز پڑھادی پس اگر وہ امامتِ عید کے لئے مامور تھا تو وہ اسے پڑھا سکتا ہے۔''

[حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،ص ۵۳۵]

بدائع الصنائع میں ہے:

''فلا يجوز أداؤها إلا بتلك الصفة؛ ولأنها مختصة بشرائط يتعذر تحصيلها فى القضاء ، فلا تقضى كالجمعة ولكنه يصلى أربعا مثل صلاة الضحى إن شاء ؛ لأنها إذا فاتت لا يمكن تداركها بالقضاء لفقد الشرائط''

نماز عید ا کا ادا کرنا جائز نہیں ہے مگر اسی طرح سے (جس طرح مشروع ہے، کہ جماعت ہو،سلطان اسلام، ماذون یا امام معین ہو) کیوں کہ نماز عید چند شرائط کے ساتھ مختص ہے اس کا حصول قضا میں دشوار ہے۔''

[بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ۱/ ۶۲۴،باب صلاة العيدين]

محیط برہانی میں ہے:

''علماؤنا رحمهم الله قالوا :لا يجوز إقامتها إلا بشرائط مخصوصة منها الإمام، فإذا فاتت مع الإمام فقد عجز عن قضائها، فلا يلزمه القضاء''

ہمارے علماء نے ،اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے،فرمایا نماز عید کا قائم کرنا جائز نہیں ہے مگر مخصوص شرائط کے ساتھ ان میں سے ایک امام کا ہونا بھی ہے۔تو جب امام کی نماز کے ساتھ اس کی نماز چھوٹ گئی تو وہ قضا سے عاجز ہوگیا تو اس پر قضا لازم نہیں ہے۔''

[محیط برہانی،۱۱۲/۲]

مراقی الفلاح میں ہے:

''ومن فاتته الصلاة "فلم يدركها "مع الإمام لا يقضيها " لأنها لم تعرف قربة إلا بشرائط لا تتم بدون الإمام أى السلطان أو مأموره''

جس نے نماز امام کے ساتھ نہیں پائی تو وہ قضا نہیں کرے گا کیوں کہ وہ مشروع نہیں ہے مگر شرائط کے ساتھ۔نہیں پوری ہوگی بغیر امام کے یعنی سلطان یا اس کے مامور کے بغیر''

[مراقى الفلاح شرح نور الايضاح،باب صلاة العيدين، ۱/۲۰۳]

حضور اعلیٰ حضرت نماز عید و جمعہ میں امام سے متعلق شرائط بیان کرتے رقم طراز ہیں:

''جمعہ وعیدین کی امامت مثل نماز پنجگانہ نہیں کہ جسے چاہئے امام

کردیجئے بلکہ اُس کے لئے شرط لازم ہے کہ امام ماذون من جہتہ سلطان الاسلام ہو بلاوسطہ یا بالواسطہ کہ ماذون کا ماذون ہو یا ماذون الماذون کا ماذون ہو۔'' [فتاوی رضویہ قدیم،۳/ ۸۰۷]

مزید فرماتے ہیں:

''نمازِ عید مثل نماز جمعہ ہے نمازِ پنجگانہ کی طرح نہیں جن میں ہر شخص صالح امامت کرسکتا ہے، عیدین اور جمعہ کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطانِ اسلام ہو یا اُس کا نائب یا اس کا ماذون، اور نہ ہوتو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے امامتِ جمعہ وعیدین کے لئے مقرر کیا ہو''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۸۰۶]

اور لکھتے ہیں:

''جمعہ وعیدین کی امامت پنجگانہ کی امامت سے بہت خاص ہے، امامت پنجگانہ میں صرف اتنا ضرور ہے کہ امام کی طہارت ونماز صحیح ہو، قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو، بدمذہب نہ ہو، فاسق معلن نہ ہو، پھر جو کوئی پڑھائے گا نماز بلاخلل ہوجائے گی بخلاف نماز جمعہ وعیدین کہ ان کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا ماذون، اور جہاں یہ نہ ہوں تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے جمعہ وعیدین کا امام مقرر کیا ہو کما فی الدر المختار وغیرہ، دوسرا شخص اگر کیسا ہی عالم وصالح ہوان نمازوں کی امامت نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز نہ ہوگی''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۸۰۱]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''نماز جمعہ وعیدین مثل عام نمازوں کے نہیں کہ جسے امام کردیا نماز ہوگئی ان کے لئے ضرور ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا مقرر کردہ، اور یہ نہ ہوں تو بضرورت وہاں کے عام مسلمانوں نے جسے امامت جمعہ کے لئے معین ومقرر کیا ہو، توان تینوں جماعتوں میں جس کا امام امامِ معین ومقرر کردہ جمعہ تھا اس کی اور اس کے مقتدیوں کی نماز ہوگئی باقیوں کی نہیں، اور اگر کسی کا امام ایسا نہ تھا تو کسی کی نہ ہوئی'' [فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۲۳]

اور لکھتے ہیں:

''جمعہ وعیدین وکسوف میں ہر شخص امامت نہیں کرسکتا بلکہ لازم ہے کہ سلطانِ اسلام کا مقرر کردہ یا اُس کا ماذون ہو، ہاں جہاں یہ نہ مل سکیں تو بضرورت عام اہل اسلام کسی کو امام مقرر کرلیں، صورتِ سوال میں جبکہ سلطنتِ اسلام سقی اللہ تعالٰی عھدھا سے بحکم حاکم شرع وہاں جمعہ قائم اور امامت خاندان ایام قدیم میں مستمر ودائم ہے تو امام خود ماذون من جانب السلطان ہے، اس کے ہوتے بلا مجبوری شرعی عام مسلمانوں کو بھی امام جدید قائم کرنے کا اختیار نہیں۔

لان الخیرۃ لھم انما یکون عند الضرورۃ لفقد الماذون فاذا وجد فلا ضرورۃ فلا خیرۃ.

(انھیں اختیار ضرورت کے وقت ہے جب مامور نہ ہو اور جب مامور ہے تو اب ضرورت نہیں لہذا اختیار بھی نہ ہوگا۔)''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۰۷]

اگر عید کی نماز ایک عیدگاہ میں دو الگ الگ امام پڑھائیں یعنی ایک عیدگاہ میں عید کی دو جماعتیں ہوں یا مسجد میں دو امام دو جمعہ پڑھائیں تو کیا اس کی اجازت ہوگی اس تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

''ظاہر ہے کہ ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے دو(۲) شخص امام مقرر

نہیں ہوتے تو جو ان میں مقرر نہیں ہے اسکی اور اس کے پیچھے والوں کی نماز نہ ہوگی'' [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۶]

مزید فرماتے ہیں:

''اور مسجد واحد کے لئے وقتِ واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں، تو جب پہلا امام معیّن جمعہ ہے دوسرا ضرور اُس کی لیاقت سے دور ومہجور تو اُس کے پیچھے نماز جمعہ باطل ومحذور''

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۷]

عبارات مذکورہ سے صاف حکم معلوم ہوا کہ ایک عیدگاہ میں یا ایک مسجد میں دو امام مقرر نہیں ہوتے تو جو مقرر و معین ہوگا اس کی نماز ہوجائے گی اور جو مقرر و معین نہ ہو تو اس کی اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوگی۔ ایک عیدگاہ میں دو اماموں کی جماعت کے جواز کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر دونوں امام ماذون باقامت نماز عید تھے تو دونوں نمازیں جائز ہوگئیں''۔

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۳]

اور جب دونوں امام شرعاً ماذون ہوں تو ان کی پڑھائی ہوئی نماز ہوجائے گی۔ لوگوں کو اس سے بھی مغالطہ ہوجاتا ہے کہ ''فتاوی فیض الرسول'' وغیرہ فتاوی میں نماز جمعہ وعید کے بارے میں سوال کے جواب میں اجمالی حکم بیان کرتے ہوئے کہیں کہیں بس اتنا ہی لکھا گیا ہے۔ اور اس کو سمجھے بغیر لوگوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ''فیض الرسول'' میں لکھا ہوا ہے کہ نماز ہوجائے گی ماذون باقامت کو بالکل حذف کر جاتے ہیں، حالانکہ یہ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ جہاں صرف ماذون باقامت لکھا ہوا ہے وہاں ماذون سے نماز جمعہ وعید قائم کرنے کا شرعی جواز رکھنے والا مراد ہے۔ جس کی تفصیل گزر چکی۔

علاوہ ازاں عید و جمعہ چوں کہ شرائط کے اعتبار سے یکساں ہیں سوائے ایک شرط خطبہ کے، اس لئے ہم کچھ مسائل جماعت جمعہ کے ایک ہی مسجد میں دوبار ہونے کے جواز وعدم جواز سے متعلق نقل کرتے ہیں۔ تا کہ جمعہ کے ضمن میں مقام واحد میں متعدد نماز عید ہونے کا بھی حکم واضح ہوجائے۔ حضور اعلیٰ حضرت جمعہ وعیدین میں امام کے تقرر کی شرائط اور ایک مسجد میں ایک ہی نماز جمعہ کے لئے دو امام ہونے اور ایک مسجد میں دوبار جمعہ ہونے کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امامت جمعہ وعیدین ہر کس نتواں کرد بلکہ واجب ست کہ سلطانِ اسلام یا ماذون او باشد وبضرورت آنکہ مسلمان او امام جمعہ مقرر کردہ باشند وشک نیست کہ یک مسجد را دو امام جمعہ کہ اقامت جمعہ واحدہ کنند نباشند پس در مسجد واحد دوبار جمعہ نتواں شد چوں بعض مرد ماں ایں جا جمعہ نیابند بمسجد ے دیگر اگر یابند روند کہ تعدد جمعہ در شہر مذہب مفتی بہ رواست ہمچناں اگر امامے معین برائے امامتِ جمعہ یابند و در غیر مسجد در شہر یا فنائے شہر ادا کنند نیز روا باشد زیرا کہ مسجد شرط جمعہ نیست۔

ترجمہ: جمعہ وعیدین کی امامت ہر کوئی نہیں کرواسکتا بلکہ واجب ہے کہ وہ سلطانِ اسلام یا اس طرف سے مامور ہو، البتہ ضرورت کے پیش نظر مسلمان امامِ جمعہ مقرر کرسکتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسجد میں ایک جمعہ کی اقامت کے لئے دو امام نہیں ہوسکتے لہٰذا ایک مسجد میں دوبار جمعہ نہیں ہوسکتا جب کچھ لوگ اس مسجد میں جمعہ نہ پاسکیں تو وہ دوسری مسجد میں چلے جائیں کیونکہ مفتی بہ مذہب کے مطابق شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے، اسی طرح اگر مقرر امامِ

جمعہ کو شہر یا فنائے شہر میں مسجد کے علاوہ پالیتے ہیں تو وہاں بھی جمعہ جائز ہوگا کیونکہ جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/ ۷۰۵]

مزید فرماتے ہیں:

''اور پر ظاہر کہ کلام اُسی صورت میں ہے جبکہ پہلا جمعہ صحیح ادا ہولیا ورنہ مسجد واحد میں تعددِ جمعہ کہاں اور دُوسری مسجد میں اولویت کا کیا منشاء،تو ضرور ہے کہ پہلی نماز اسی نے پڑھائی جو اس مسجد میں اقامتِ جمعہ کا مالک تھا اب یہ دوبارہ وہیں جمعہ پڑھانے والا دو حال سے خالی نہیں یا اس مالکِ اقامت کے اِذن سے پڑھائے گا یا بے اذن۔ اول کی طرف راہ ممنوع کہ یہاں اذنِ مالک نہیں،مگر انابت اور بعد اس کے کہ آج کا جمعہ خود اصل پڑھا چکا اقامت شعار ہوچکی،جمعہ امروز میں انابت کے کوئی معنی نہیں کہ انابت تحصیل نا حاصل کے لئے ہوتی ہے نہ تحصیل حاصل کے واسطے نہ نائب ومنیب ایک امر میں جمع ہوسکیں اور آیندہ جمعہ کے لئے اذن جمعہ امروز کا اذن نہیں تو شق ثانی ہی متعین ہوئی اور جمعہ میں غیر امام جمعہ کی امامت بے اذن امامِ جمعہ باطل ہے''[فتاوی رضویہ قدیم،۳/ ۶۹۰]

لوگ کبھی کبھی کسی معمولی سی وجہ کو شرعی مجبوری کا نام دے کر ایک امام کے ہوتے ہوئے ایک اور نیا امام مقرر کر لیتے ہیں۔امام جدید قائم کرنے کے سلسلے میں شرعی مجبوری کیا ہوتی ہے اس کو بیان کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''یہاں مجبوری شرعی یہ کہ امام ماذون خود نہ رہے یا اُس میں مذہب وغیرہ کے فساد پیدا ہونے سے قابلیت امامت معدوم ہوجائے اور اس خاندانِ ماذون میں کوئی اور بھی صالح امامت نہ ہو،جب ان صورتوں میں سے کچھ نہ تھا اس دوسرے شخص کی امامت نہ ہوئی اُس کے پیچھے نماز عید و جمعہ محض باطل ہوں گی وہ سخت گناہوں کا خود بھی مرتکب ہوگا اور اُتنے مسلمانوں کو بھی شدید معصیتوں میں مبتلا کردے گا وہ دوسری مسجد کا جمعہ حرام ہوگا اور ظہر کا فرض سر پر رہے گا۔اور عیدین میں نماز عید باطل ہوگی اُس کا پڑھنا گناہ ہوگا۔واجبِ عید سر پر رہ جائے گا تفریق جماعت تو وہاں کہی جائے کہ نماز جمعہ یا عیدین اس کے پیچھے بھی صحیح ہوجائیں،جب یہاں سرے سے ہوئی ہی نہیں تو تفریق کیسی،بلکہ ابطال نماز ہے کہ سب سے سخت تر ہے''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/ ۷۰۷]

عبارت مذکورہ میں حضور اعلیٰ حضرت نے صاف فرمادیا کہ بلا وجہ شرعی عام لوگوں کو بھی امام جدید منتخب کرنے کا حق نہیں ہے۔اور شرعی مجبوری کی بھی کیسی صراحت فرمائی''یہاں مجبوری شرعی یہ کہ امام ماذون خود نہ رہے یا اُس میں مذہب وغیرہ کے فساد پیدا ہونے سے قابلیت امامت معدوم ہوجائے اور اس خاندانِ ماذون میں کوئی اور بھی صالح امامت نہ ہو''بہت سے مقامات پر لوگوں نے جمعہ اور عید کے مسئلہ امامت کو خانگی معاملہ سمجھ لیا ہے جب چاہا،جیسا چاہا،کرلیا دس بیس سو پچاس لوگ اکٹھا ہوئے اور جماعت کرالی۔ حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''مسلمانو!نماز حکمِ شرعی ہے احکامِ شرع کے مطابق ہی ہوسکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جس نے جب چاہا کرلیا،حکمِ شرعی یہ ہے کہ اقامتِ جمعہ کے لئے سلطانِ اسلام یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون شرط ہے اور جہاں سلطانِ اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتمد اعلم اہل بلد کے اذن سے امامِ جمعہ وعیدین مقرر ہوسکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو تو

بجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمین انتخاب کرلیں وُہ امامت جمعہ یاعیدین کرسکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطورِ خود یا ایک دو یا دس بیس یا سو پچاس کے کہے سے امامِ جمعہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگر چہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فسق و فجور نہ ہو جب بھی امامتِ جمعہ وعیدین نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز اُس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ اُن تین طریقوں میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرطِ صحت نماز تھا جب شرط مفقود مشروط مفقود ولہذا صورتِ مسئولہ میں پہلے لوگوں کا جمعہ باطل محض ہوا اور دوسرے لوگوں کا صحیح''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۲۷۵]

اور فرماتے ہیں:

''یہ مسئلہ نہایت واجب الحفظ ہے، آج کل جُہّال میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے کہ جمعہ یا نماز عید نہ ملی کسی مسجد میں ڈھائی آدمی جمع ہوئے۔ اور ایک شخص کو امام ٹھہرا کر نماز پڑھ لی وہ نماز نہیں ہوتی۔ اور اُس کے پڑھنے کا گناہ الگ ہوتا ہے۔ عوام کے خیال میں یہ نمازیں بھی پنجگانہ کی طرح ہیں کہ جس نے چاہا امامت کرلی، حالانکہ شرعاً یہاں امام خاص اس طریق معیّن کا درکار ہے اُس کے بغیر یہ نمازیں ہو نہیں سکتیں''[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۰۷]

کتب فقہ کی معتبر کتابوں سے خاص فتاوی رضویہ شریف سے یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ نماز عید غیر معین کے علاوہ کسی کو پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر امام معین نے پڑھادی ہو اور لوگ نماز عید سے رہ گئے ہوں تو ان کو الگ سے کوئی امام کر کے جماعت کرنا جائز نہیں ہے۔ مزید چند اور حوالے اردو فتاوی سے اس مسئلہ سے متعلق نقل کئے دیتے ہیں تا کہ لوگوں کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ ایک ہی جگہ نماز عید کی دو جماعتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں:

''نماز عید کے لئے بھی امام شرط ہے۔ جس طرح جمعہ کے لئے اور امام سلطان اسلام ہوگا یا اس کا نائب یا قاضی اور جہاں یہ نہ ہوں تو عام لوگوں نے جس کو امام مقرر کرلیا ہو وہ نماز پڑھائے گا۔ صورت مسئولہ میں جب کہ امام معین موجود ہے پھر دوسرے امام کو قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا امام معین نے جو پڑھایا وہی صحیح ہے اور دوسری جماعت ناجائز''[فتاوی امجدیہ،۱۶۸]

نماز جمعہ اور عید کا حکم ہم پیچھے بیان کرآئے ہیں البتہ ایک حوالہ نماز جمعہ کے دوبار ہونے کے سلسلے میں اور پیش ہے۔ اور اس مسئلہ میں نماز عید اور نماز جمعہ کا حکم ایک سا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

فتاوی شرعیہ میں ہے:

''جمعہ کی نماز با جماعت ایک مسجد میں بروجہ مسنون ادا ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں جمعہ کی دوسری جماعت ناجائز ہے کیوں کہ نماز جمعہ کے لئے عوام کے منتخب امام کا ہونا شرط ہے اور دوسری جماعت میں یہ شرط مفقود ہے تو دوسری جماعت سرے سے ہوگی ہی نہیں۔ اذا فات الشرط فات المشروط، جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا۔ عامۃ المسلمین کو یہ حق پہنچتا ہے کہ چند افراد کو جماعت ثانیہ سے روکیں۔[فتاوی شرعیہ،۳/۵۴۱،۵۴۲]

مفتی عبدالحق رضوی صاحب مفتی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ جمعہ وعیدین کی جماعت ثانیہ سے متعلق اپنے ایک تفصیلی فتوی میں لکھتے ہیں:

''ایک مسجد میں دو یا چند بار جمعہ وعیدین کی جماعت جائز و درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے ارباب حل وعقد ٹرسٹیان

(متولی وغیرہ) پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کردیں مقرر کردہ امام ہی نماز پڑھائے کوئی دوسرا نہ پڑھائے''
[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اکتوبر ۲۰۱۶ء ص ۹]

آگے لکھتے ہیں:

''اگر صورت حال یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی اتنی کثرت ہو کہ وہ سب بیک وقت مسجد میں سما ہی نہیں سکتے اس مجبوری کے پیش نظر مسجد کے ارباب حل وعقد نے پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کررکھے ہیں انہیں مقرر کردہ اماموں نے متعدد بار مسجد یا عیدگاہ میں جمعہ وعیدین کو پڑھایا... تو تعدد جمعہ وعیدین شرائط مذکورہ کے ساتھ **الضرورات تبیح المحظورات** اور دفع حرج کی وجہ سے جائز ودرست ہے۔''
[مرجع سابق، ص ۱۳]

ایک ہی مسجد میں اور ایک ہی مصلی پر تین اماموں کا تین بار نماز عیدالاضحیٰ پڑھانے سے متعلق بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''نمازِ عید مثل نماز جمعہ ہے نمازِ پنجگانہ کی طرح نہیں جن میں ہر شخص صالح امامت کرسکتا ہے، عیدین اور جمعہ کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطانِ اسلام ہو یا اُس کا نائب یا ماذون، اور وہ نہ ہو تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے امامتِ جمعہ وعیدین کے لئے مقرر کیا ہو، ظاہر ہے کہ ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے دو شخص امام مقرر نہیں ہوتے تو جو امام مقرر نہیں اس کے پیچھے والوں کی نماز نہ ہوگی۔
[فتاویٰ بحرالعلوم، ۱/ ۵۵۵]

ایک عیدگاہ میں ایک سے زائد جماعتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''متعدد جماعتوں کے امام اگر شرعی طور پر مقرر اور متعین تھے تو تمام جماعتوں کی نماز ہوگئی۔ اور اگر آج کل کے دستور کے مطابق مقررہ امام تو ایک ہی تھا بغیر جماعت کے لوگوں نے وقتی طور پر کسی صالح امامت کو آگے بڑھا دیا اور نماز پڑھ لی تو ان کی نماز عید ادا نہ ہوئی''
[فتاویٰ بحرالعلوم، ۱/ ۳۰۷]

اور جو لوگ نماز پنجگانہ کی جماعت ثانیہ پر اس کو قیاس کرتے ہوئے حکم دے دیتے ہیں کہ محراب سے ادھر ادھر کھسک کر نماز پڑھ لو ہو جائے گی۔

بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''نہ ہی محراب سے ادھر ادھر کھسک کر پڑھنے سے نماز جائز ہوگی۔ جس نے یہ شگوفہ نکالا اس نے خلط مبحث کیا یہ مسئلہ پنجوقتی نماز کے بارے میں ہے۔ تو نماز عید پر اس مسئلہ کو جاری کرنا غلط ہے۔''
[فتاویٰ بحرالعلوم، ۱/ ۳۰۷]

بالجملہ: امام معین نے جب نماز عید پڑھا دی تو جو لوگ باقی بچے ان کو کسی اور مسجد میں یا عیدگاہ میں نماز ادا کرنا چاہئے تھا۔ اسی مسجد میں غیر معین امام کے پیچھے نماز ادا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا۔

نوٹ: -مندرجہ ذیل علمائے کرام اور مفتیان عظام نے مذکورہ بالا تحریر کی تصدیق وتائید فرمائی ہے۔

مفتی محمد ایوب نعیمی، مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی، مفتی محمد سلطان رضا نعیمی، (جامعہ نعیمیہ مرادآباد) مفتی اشتیاق احمد مصباحی، جامعہ فاروقیہ بھوجپور۔ مفتی محمد سلیم بریلوی، مفتی محمد افروز عالم، مفتی محمد ایوب خاں نوری، منظر اسلام بریلی شریف، مفتی محمد افضال احمد رضوی، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف۔ مفتی قاضی شہید عالم، جامعہ نوریہ، بریلی شریف، مفتی محمد نسیم، مفتی بدر عالم صاحب، جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ مفتی صالح صاحب، مفتی مطیع الرحمٰن نظامی، جامعۃ الرضا، مفتی حنیف خاں رضوی، جامعہ نوریہ بریلی شریف، مفتی امجد رضا امجد، ادارۂ شرعیہ پٹنہ، مفتی ذیشان مصباحی، بدرالعلوم جس پور۔

پہلی قسط

''کنزالایمان'' پر دیوبندی اعتراضات کا مُحاسَبہ

از:-میثم عباس قادری رضوی

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' ایک شاہکار ترجمہ ہے۔اس ترجمہ میں بدمذہبوں کے تراجم کے برعکس بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ رسالت کا ادب ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے، وہابیہ دیابنہ چونکہ اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللّٰہ علیہ وسلم) کے گستاخ ہیں اس لیے ان سے یہ مؤدبانہ ترجمہ ''کنزالایمان'' برداشت نہ ہوسکا، اور اس کے خلاف کئی کتابیں لکھ کر شائع کیں، اہلِ سنت نے ان کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیے، لیکن مخالفین ان مردود اعتراضات کو دہرانے سے باز نہ آئے، جس کی وجہ یہی ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے ان دیابنہ وہابیہ کی گستاخیوں کو طشت از بام کیا اور دنیا کو بتایا کہ ان گستاخوں سے بچیں اور ان کا بائیکاٹ کریں، اسی کا بدلہ لینے کے لیے یہ سیدی اعلیٰ حضرت پر لایعنی اعتراضات کرتے ہیں، جواب میں منہ کی کھاتے ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے۔ ذیل میں ایک آیت کے ترجمہ کے متعلق مختصر وضاحت پیش ہے:

سیدی اعلیٰ حضرت سے اس بات کی وضاحت کہ آپ نے ''مکر'' کا اردو ترجمہ ''خفیہ تدبیر'' کیوں کیا۔

☆سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' میں اللہ کریم کے لیے لفظ ''مکر'' کا اردو ترجمہ ''خفیہ تدبیر'' کیا ہے، اس ترجمہ کی وضاحت آپ نے اپنے ایک فتویٰ میں کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''معترض صاحبوں نے یہاں شاگردیٔ روافض پر قناعت نہ کی بلکہ آریوں، پادریوں وغیرھم کھُلے کافروں کی بھی تقلید کی، وہ کفار معاذ اللّٰہ قرآنِ عظیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ ''اُس میں خدا کو عیاذًا باللّٰہ (خاک بدہن ملعونان) ''مکار'' بتایا ہے۔ قال تعالٰی: وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ((ترجمہ کنزالایمان: ''اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی ''خفیہ تدبیر'' فرمائی''۔ پارہ:۳، سورۂ آلِ عمران، آیت:۵۴)) اُن کافروں نے نہ جانا کہ لفظ کے معنی اختلافِ زبان ومحاورہ سے مختلف ہوجاتے ہیں، ''مکر''، بمعنی فریب ودغا وایصالِ ضررِ خفیہ بنا مستحق، ((یعنی کسی کے ساتھ فریب ودھوکہ کرنا اور خفیہ طور پر نقصان پہنچانا جس کا وہ مستحق نہیں)) مذموم ہے اور اُردو میں اسی معنی پر شائع۔اور بمعنی تدبیرِ خفیۂ اضرارِ مستحقِ سزا ((یعنی خفیہ طور پر سزا کے مستحق کو سزا دینا)) ہرگز مذموم ((بُرا)) نہیں اور عرب اسی معنی پر اُس سے تمدح کرتے ہیں۔خالد بن ولید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے کفار سے فرمایا کہ ''اگر تم مکر چاہو تو واللہ کہ ہم جڑ ہیں مکر کی'' ((فتوح الشام، جلد ا صفحہ ۵۷، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔ایضاً اردو ترجمہ بنام صحابہ کرام کے جنگی معرکے صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مکتبۂ اُخوت، نزد حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔مترجم مولوی شبیر انصاری))۔

(ماہنامہ تحفہ حنفیہ، پٹنہ،صفحہ ۴۔ بابت صفر ۱۴۲۳ھ،جلد:۹،شمارہ:۲)
دیوبندی اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کرنے سے پہلے دو ضروری وضاحتیں پیش ہیں۔
(۱) اس تحریر میں راقم نے جتنے اقتباسات نقل کیے ہیں،ان میں اگر کہیں کچھ الفاظ ڈبل قوسین (( )) میں درج ہیں تو وہ راقم کے اضافہ کردہ ہیں،اور جو الفاظ سنگل قوسین ( ) میں درج ہیں وہ ان مؤلفین کے ہیں جن کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔
(۲) نقل کردہ اقتباسات میں کلمات ترحیم وترضّی کا جہاں جہاں اختصار کیا گیا ہے وہ ان دیوبندی وہابی مؤلفین کی کتب میں بھی ایسے ہی ہے۔
مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے دجل کا جواب:
☆ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے لکھا ہے:
''ترجمہ کنزالایمان کے خلاف لکھنا کارِ خیر ہے:مولوی تبسم شاہ بخاری بریلوی کنزالایمان کے رد میں لکھی جانے والی تحقیق کو کارِ خیر سمجھتے ہیں۔(بحوالہ انوار کنزالایمان ۳۶۲)''
(دوماہی مجلّہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۴)
قارئینِ کرام! مفتی نجیب اللہ دیوبندی نے جس طرح کا دجل وفریب اس اقتباس میں کیا ہے یقین جانیں شیطان بھی ان پر ناز کرتا ہوگا، جس اقتباس کے حوالے سے دجل وفریب کا شرمناک مظاہرہ کیا گیا ہے اس کا جواب کچھ یوں ہے کہ ''کنزالایمان'' کے دفاع میں لکھے گئے اپنے مقالہ میں جناب سید تبسم بادشاہ بخاری صاحب نے ترجمہ ''کنزالایمان'' کے دیوبندی معترضین کا رد کرتے ہوئے بہ طورِ طنز ان کے اس فعل کو ''کارِ خیر'' کہا،لیکن مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے چابکدستی سے اسے کیا سے کیا بنا دیا۔ذیل میں جناب سید تبسم بادشاہ بخاری صاحب کے پیش کیے گئے الفاظ ''کارِ خیر'' کو سیاق وسباق کے ساتھ ملاحظہ کریں،تاکہ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا دجل وفریب آپ پر مزید واضح ہو سکے:شاہ صاحب لکھتے ہیں:
''بُرا ہو تعصب اور جہالت کا کہ ان کے ترجمہ قرآن کی بے پناہ مقبولیت نے مخالفین کو سراسیمہ کر دیا ہے چنانچہ کئی کتابچے اور پمفلٹ اس ترجمہ کے خلاف دیکھنے میں آئے مگر مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ شاید ہی کسی نے اتنی بد دیانتی کا ارتکاب اور جہالت کا مظاہرہ کیا ہو جتنا ان کتابچوں اور پمفلٹوں کے مرتبین نے کیا۔ڈاکٹر خالد دیوبندی اس مظاہرے کی قیادت میں سب سے نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ قاری عبدالرشید، استاذ جامعہ مدینہ لاہور ہیں جنوں نے "حضرت شیخ الہند اور فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کا تقابلی جائزہ" لکھ کر بزعم خود دین کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔کوئی اور صاحب پروفیسر ابو عبید دہلوی ہیں جنہوں نے " فاضل بریلوی کے کردار و نظریات کا مختصر جائزہ" لکھ کر اور شومئ قسمت، اپنے طبقہ میں بھی کوئی پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ ایک معترض جمیل احمد نذیری دیوبندی جامع عربیہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ (انڈیا) بھی اس " کارِ خیر " میں شریک ہیں۔اور کئی دوسرے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی وقتاً فوقتاً اپنے " علمی تبحر " کا اظہار کرتے رہتے ہیں معمولی سے بصیرت رکھنے ولا انسان بھی ان مذکورہ علمائے دیوبند کی یہ کتابیں پڑھ کر اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ درحقیت یہ کاروائیاں کسی انتقامی جذبے کے زیر اثر کی جارہی ہیں۔دین وایمان اور اصلاح وتبلیغ سے دور کا بھی انہیں کوئی واسطہ نہیں۔لطف کی بات یہ کہ ''**حُسام الحرمین**'' کی اشاعت سے قبل شاید ہی کسی دیوبندی مولوی نے امام احمد رضا بریلوی **علیہ الرحمۃ** پر کوئی اعتراض کیا ہو ورنہ یہی ''کنزالایمان''

اور دیگر کتابیں پہلے بھی موجود تھیں۔مگر جب ''تحذیر الناس''،''حفظ الایمان'' اور دوسرے دیوبندی کتابوں کی کفریہ عبارات پر امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا فتوی سامنے آیا تو بجائے توبہ تائب ہونے کے ان لوگوں نے مخالفت امام احمد رضا بریلوی پر کمر باندھ لی۔ وہ دن اور آج کا دن ہر دیوبندی مولوی کا یہ وظیفہ بن گیا کہ صبح وشام ایک ایک تسبیح امام احمد رضا کے خلاف ضرور پڑھنی ہے۔ ایک طرف امام احمد رضا بریلوی ہیں جو اپنے پیغمبر کی عظمت وشان کے تحفظ کی خاطر سینہ تانے کھڑے ہیں۔ دوسری جانب خوف خدا اور عذاب آخرت سے بے نیاز مخالفین کا طبقہ طرح طرح کے نام نہاد اور بے وقعت الزامات کے تیروں کی بوچھاڑ میں مصروف ہے۔نصیب اپنا اپنا۔امام احمد رضا کہتے ہیں کہ تم نے میرے پیغمبر کی شان میں بے ادبی ،توہین اور گستاخی کیوں کر کی؟ وہ لوگ کہتے ہیں تم نے ہمارے اکابر کے خلاف قدم کیوں اٹھایا؟ اس طرح وہ لوگ اہلِ حق کے خلاف لکھ لکھ کر "توشۂ آخرت" بنانے میں خوب مصروف ہیں''۔

(انوارِ کنز الایمان نمبر صفحہ ۳۶۲)

قارئین! آپ نے اس اقتباس کو ملاحظہ کیا کہ جناب سید تبسم بادشاہ بخاری صاحب نے اس اقتباس میں ''کنز الایمان'' کے خلاف لکھنے والے دیوبندی مخالفین کا رد کیا ہے، لیکن مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی صاحب کو (اسے اپنی تائید میں پیش کرتے) ذرا سی شرم وحیا نہ آئی۔ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے اس دجل کے جواب کے لیے مزید کچھ سطور لکھتا ہوں۔

☆ قرآنِ کریم کی ''سورۂ دخان'' میں ہے کہ فرشتے کفار کو کہیں گے: ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ ۔اس آیت کا ترجمہ دیوبندی فرقہ کے مزعومہ شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی نے یوں کیا ہے: ''یہ چکھ تُو ہی ہے بڑا عزت والا سردار''۔دیوبندی مفتی صاحب! لیجیے اس آیت سے استدلال بھی لیجیے کہ کافر عزت دار ہیں کیونکہ فرشتے تو کافروں کو ''عزت والے سردار'' کہیں گے (**نعوذ باللہ من ذلک**)۔

اگر فریقِ مخالف کا رد کرنے کے لیے اسی طرح استدلال کرنا ہے جس طرح مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے کیا ہے، تو آیئے ایک اور حوالہ پیش کروں جس میں منکرینِ حدیث کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

''منکرین حدیث بھی اِس پہلو سے لائقِ ستائش ہیں کہ اُنہوں نے حدیث کی جڑوں کو ہی چیلنج کر دیا''۔

(آثار الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۳ مطبوعہ دار المعارف، اردو بازار، لاہور۔ طبع ۱۹۹۵ء)

مفتی نجیب دیوبندی صاحب! بتایئے آپ کے استدلال کی طرح اگر ہم بھی کہیں کہ ''ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے منکرینِ حدیث کے انکارِ حدیث کو لائقِ ستائش قرار دے دیا ہے'' تو آپ کا کیا ردِ عمل ہوگا۔کیا آپ ہمارے اس اعتراض کو درست قرار دیں گے؟ اگر کہیں کہ ''ہاں آپ کا اعتراض درست ہے'' تو پھر ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے خلاف ''منکرینِ حدیث کی ستائش'' کی بِنا پر فتوی جاری کریں۔ اور اگر ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کرنا غلط سمجھیں تو معقول وجہ بتائیں، اور وجہ ایسی ہو جو جناب سید تبسم بادشاہ بخاری صاحب کی عبارت سے آپ کے اپنے کیے گئے استدلال سے نہ ٹکرائے۔

قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ کرنے پر دیوبندی گستاخ کیوں؟ دیوبندی اعتراض:

آج کل دیابنہ ہم اہلِ سنت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم اہلِ سنت نے قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ کرنے کی بنا پر دیابنہ، وہابیہ کو گستاخ کہا ہے۔

دیوبندی اعتراض کا جواب:

حقیقت یہ ہے کہ بعض آیات کے لفظی تراجم کی وجہ سے کسی صحیح العقیدہ سنی پر فتویٰ نہیں لگایا گیا، بعض آیات کے لفظی تراجم کی بنا پر جو فتویٰ لگایا گیا ہے اس سے مراد وہابی دیوبندی مترجمین ہیں، ان کو گستاخ قرار دینے کی اصل وجہ ان کا کریمنل (مجرمانہ) ریکارڈ ہے (جس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان پر فتویٰ لگایا گیا ہے) کیونکہ وہابیہ دیابنہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں، اس لیے یقیناً ان آیات کے ''لفظی تراجم'' سے بھی ان کا مقصد اللہ تعالیٰ اور نبی کریم کی شان کا انکار کرنا ہی ہے۔

پہلا جواب:

مزید وضاحت کے لیے ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ مظہرِ اعلیٰ حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنت امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ حضرت علامہ ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی مجددی لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مُلّا علی قاری اور مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے ایمانِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انکار پر مبنی اقوال کے متعلق سوال ہوا، اس کے طویل جواب کے آخر میں آپ نے اس مسئلہ کی حیثیت کے بارے میں لکھا ہے:

'' اگر چہ یہ مسئلہ اُن مسائل سے ہے جن کے قائل یا منکر کسی کی تکفیر یا تضلیل یا تفسیق نہیں ہوسکتی لیکن شریر گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت سے ناشی ہے، لہٰذا کفرِ واضح وارتداد فاشی ہے۔

[(1) گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں جس کے فوٹو علماے اہلِ سنت کے پاس ہیں صاف کہہ دیا کہ ''وقوعِ کِذب کے معنی درست ہوگئے۔'' یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ اللہ عزّ وجلّ جھوٹ بول چکا جس کی تائید مُرتد دربھنگی مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالۂ ملعونہ ''اسکاٹ المعتدی'' کے صفحہ 31 پر کُھلے لفظوں میں کی۔

(2) اِسی گنگوہی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 26 پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُردو زبان میں دیوبندی مُلّوں کا شاگرد بتایا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(3) اِسی گنگوہی نے ''براہین قاطعہ'' صفحہ 79 پر فاتحے میں قرآنِ عظیم کی تلاوت کو وید پڑھنت کے مشابہ لکھا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۸۳ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(4) اِسی گنگوہی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 148 پر محفلِ میلادِ مبارک کو کنہیّا کا جنم بلکہ اُس سے بھی بدتر کہا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(5) اِسی گنگوہی نے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دُوم صفحہ 119 پر ہولی دیوالی کی پوری کچوری کو جائز، (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب ممنوع اور مباح کے بیان میں، حصہ دوم صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۵۶۱ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ،دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۴۸۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران

کتب، قرآن محل مقابل مسافر خانہ، کراچی۔فتاوی رشیدیہ، کتاب جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۶۱۴ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔فتاوی رشیدیہ، جواز وحرمت کے مسائل مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۴۷۱ مطبوعہ ادارہ اسلامیات ،۱۹۰ انار کلی، لاہور)

(6) اورفتاویٰ گنگوہیہ حصۂ سوم صفحہ 145 پر حضرات امامِ حسن وامامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما کی نیاز کے شربت، دودھ، پانی کوحرام ٹھہرایا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الحظر والاباحۃ، حصہ سوم صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعات صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل مقابل مسافرخانہ، کراچی۔فتاوی رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعات، مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰انارکلی، لاہور)

(7) اورفتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ 23 پر جادوگروں کے جادواور بھان متی کے تماشوں کوانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل وقوی کہا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العقائد، حصہ سوم صفحہ ۲۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۰۹ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۳۱، ۱۳۸ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار ایم اے جناح روڈ، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل مقابل مسافر خانہ، کراچی۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۲۰، ۱۲۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۷۷، ۱۸۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔

(7)(8)اور''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 51 پر ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان کے لیے وسعتِ علم کو قرآن وحدیث سے ثابت اور حضور عالمِ ماکان ومایکون صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے لیے وسعتِ علم ماننے کو قرآن وحدیث کے خلاف اور شرک وبے ایمانی لکھا۔(براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(8)۔گنگوہی کے اِن اقوالِ کفر وضلال نے بتا دیا کہ اُس کا یہ قول بھی توہینِ سرکارِ رسالت اور حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی عداوت ہی پر مبنی ہے اُس کے اُن اقوالِ ملعونہ سے ثابت ہوگیا کہ اِس قول سے بھی اُس کی نیت یہی تھی کہ دربارِ رسالت میں گالی بکے۔یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے واقعی حالاتِ مبارکہ کو بھی بہ نیتِ توہین ذکر کرنا کفر ہے۔شفائے امام قاضی عیاض رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ میں یہ مسئلہ مُصرّح ہے مثلاً حضورِ اکرم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو توہین کی نیت سے

''علی کا تُحسر'' (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقه صلی الله علیه وسلم سب او نقص ... صفحہ۱۹۲ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) یا ''ابوطالب کا یتیم'' (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقه صلی الله علیه وسلم سب او نقص ... صفحہ۱۹۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) یا ''بکریوں کا چرواہا کہنا'' کفر وارتداد ہے (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقه صلی الله علیه وسلم سب او نقص ... صفحہ۱۹۳ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان)۔ فقیر کی اِس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اِس قول کی وجہ سے مُلّا علی قاری رحمه الله پرصرف خطا وغلطی کا الزام ہے لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم کے ساتھ اُس کی عداوت ثابت ہوچکی، اِس لیے گنگوہی مُرتد نے یہ قول بَک کر اپنے کُفر میں ایک اور اضافہ کیا، مُلّا علی قاری رحمه الله تعالیٰ کا مقصد ایک مسئلے میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو اُن کے نزدیک دلائل سے ثابت ہوا اگرچہ فی نفسہٖ وہ غلط وباطل ہے لیکن گنگوہی کا مقصود سرکارِ رسالت علیٰ صاحبها وآله الصلاة والتحیه میں گالی بَکنا تھا''۔ (قِرَانُ النَّیِّرَیْن فِیْ اِیْمَانِ الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْن صفحہ۲۷ مشمولہ ترجمانِ اہلِ سنت، پیلی بھیت شریف، حصہ چہارم)]

دوسرا جواب:

دیوبندیوں کے مزعومہ ''امام الزاہدین والعارفین اورقطبِ عالم'' مولوی زاہد الحسینی دیوبندی نے گستاخانِ رسول کی علامتیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ایسے بدبختوں کی کئی علامات ہیں مگر بڑی علامت یہ ہے کہ ان کی زبان، ان کے قلم، ان کا ذہن وفکر ایسے مواد کی تلاش میں رہتا ہے جس سے شانِ رفیع میں کمی پیدا کی جاسکے، وہ قرآنی آیات کی تاویلاتِ باطلہ بلکہ تحریفِ معنوی سے بھی نہیں رُکتے، وہ اپنی جہری نمازوں میں صرف ان آیات اورسورتوں کی قرأت کرتے ہیں جن سے رفعتِ شانِ محمد آشکارا نہ ہو، ان کو صرف اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ہی یاد ہوتا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْم پڑھنے سے ان کی زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں، وہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی تو لہجہ دار طرز سے پڑھتے ہیں مگر ان کی زبان پر سورۃ اَلْبَیِّـــــنَۃ نہیں آتی۔ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ ایک امام جہری نماز میں سورہ عَبَس کی قرأت زیادہ کرتا ہے تو آپ نے اس کو سخت سزا دی۔ یہ واقعہ ''صحیح مسلم'' کے شارح اور ''ہدایہ'' کے شارح امام تقی الدین ابوبکر بن محمد الحصنی (م۸۲۹ھ) نے اپنی کتاب ''قمع النفوس ورقیة المایوس'' میں نقل کیا ہے''۔

(رحمتِ کائنات صفحہ۴۰۴، ۴۰۵ مطبوعہ ادارہ تحفظِ حقوقِ نبوۃ، مدنی روڈ، اٹک شہر، پاکستان۔ طبع مارچ ۲۰۰۱ء)

مولوی زاہد الحسینی دیوبندی کے پیش کیے گئے اس اقتباس میں دیابنہ وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب موجود ہے جس میں یہ کہتے ہیں کہ ہم پر قرآنِ کریم کی آیات کا لفظی ترجمہ کرنے کی بِنا پر گستاخ ہونے کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ کیونکہ اس اقتباس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گستاخانِ رسول اپنی خباثت کی تسکین کے لیے قرآنِ پاک کی آیات کو بطورِ ڈھال استعمال کرتے ہیں، اور جہری نمازوں میں

اہتمام سے وہی آیات تلاوت کرتے ہیں جن سے شانِ محمد آشکارانہ ہو۔اس اقتباس میں نقل کیا گیا یہ واقعہ بھی نہایت اہم ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رَضِـی الـلّٰـه تَعَالٰی عَنُه نے ایسے امام کو سخت سزا دی جو صرف جہری نمازوں میں سورۂ عَبَـــس کی تلاوت کیا کرتا تھا۔کیا دیابنہ حضرت عمر فاروق رَضِـی الـلّٰه تَعَالٰی عَـنُـه پر بھی اعتراض کریں گے کہ انہوں نے قرآنِ کریم کی ایک سورۃ کی تلاوت کرنے والے مسلمان کو سخت سزا دی تھی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بیان کریں، جو وجہ بیان کریں گے اسی وجہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ لیں کہ ہم اہلِ سنت کے نزدیک آپ دیابنہ وہابیہ توہینِ رسالت کے مجرم ہیں، اگر آپ قرآنِ کریم کی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے نبی کریم کو ''گناہ گار'' لکھیں گے تو مولوی زاہد الحسینی دیوبندی کے مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں مستحقِ سزا ہوں گے۔

تیسرا جواب:

مولوی رب نواز حنفی دیوبندی نے ''مرثیہ گنگوہی'' کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مختصر المعانی میں اسنادِ حقیقی ومجازی کی تفصیل میں ایک مثال پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے: **انبت الـربـیـع البقل** کہ ''موسمِ بہار نے فصل اُگائی''۔اب یہ حقیقی معنی پر بھی محمول ہوسکتا ہے اور مجازی بھی۔اگر کافر کہے گا تو یہ اسنادِ حقیقی ہے یعنی اس کا عقیدہ ہے کہ ''موسم بہار نے فصل وغیرہ کو اُگایا''۔اور اگر مسلمان کہے گا تو یہ اسنادِ مجازی ہوگی کہ ''اللہ نے موسمِ بہار کے ذریعے اُگایا''۔تو یہ اسنادِ مجازی ہوگئی کہ یہ اُگانا بہار کی طرف جو منسوب ہے وہ محض مجازی طور پر ہے چونکہ موسمِ بہار کے آنے سے فصل ظاہر ہوئی تو اس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔**مـخـتـصـر الـمـعـانـی مع الحاشیـه** ص ۵۲۔۵۷۔بہر حال ثابت ہوا کہ کافر کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اگر وہی بات مسلمان کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اکابر واسلاف میں یہ مسلم ہے''

(مرثیہ گنگوہی پر اعتراضات کا مختصر جائزہ: ص۱۴ مطبوعہ جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ۔۱۴۳۵ھ)

اسی طرح مفتی حماد دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

''کلام کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔آپ بخوبی جانتے ہی ہیں کہ ''**انبت الربیع البقل**'' کا جملہ مسلمان کہے تو کیا حکم ہے اور یہی جملہ دہریہ کہے تو کیا حکم ہے۔جملہ ایک ہے مگر صاحبِ کلام سے کلام کا مطلب بدل جاتا ہے۔مفرد کا لفظ کوئی منطقی بولے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا، کوئی صرفی کہے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا اور اگر نحوی بولے تو مطلب اور۔حالانکہ لفظ ایک ہی ہے''

(مجلّہ راہ سنت، لاہور۔بابت رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ، جلد: ۱ شمارہ: ۲، صفحہ: ۵۵، ۵۶)

اس وضاحت کے بعد مفتی حماد دیوبندی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی صفائی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا حضرت علی ؓ کو ''مشکل کشا'' کہنے کا مطلب اور ہے اور کسی مشرکانہ ذہن رکھنے والے کا ''مشکل کشا'' کہنا اور مطلب رکھتا ہے''

(مجلّہ راہ سنت، لاہور۔بابت رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ، جلد: ۱ شمارہ: ۲، صفحہ: ۵۶)

اپنے اس مضمون کے آخر میں بھی مفتی حماد دیوبندی نے لکھا ہے:

''موحّد کا ''یارسول اللہ'' کہنا اور ہے اور مشرک کا

"'یارسول اللہ' کہنا اور ہے"

(مجلّہ راہ سنت،لاہور۔بابت رمضان ،شوال ۱۴۳۰ھ،جلد:۱ شمارہ:۲،صفحہ:۵۹)

مولوی رب نواز حنفی دیوبندی اور مفتی حماد دیوبندی کے پیش کردہ ان حوالہ جات کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اہلِ سنت وجماعت مسلمان کا قرآنِ کریم کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے "گناہ گار" لکھنا اور معنی رکھتا ہے اور وہابی دیوبندی کا "گناہ گار" لکھنا اور معنی (یعنی گستاخانہ پہلو) رکھتا ہے۔

قرآن کریم کی بعض آیات کا "لفظی ترجمہ" نہ کرنے پر دیابنہ کا اعتراض:

مولوی منیر احمد اختر دیوبندی نے "لفظی ترجمہ سے بغاوت" کے عنوان کے تحت ایک اقتباس نقل کر کے اس پر اعتراض وارد کیا ہے، ذیل میں وہ اقتباس مع دیوبندی تبصرہ ملاحظہ کریں:

"اگر قرآنِ کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی، کہیں شانِ اُلوہیت میں بے ادبی ہوگی، تو کہیں شانِ انبیاء کرام میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا۔ بحوالہ کنزالایمان تفسیر مع نورالعرفان ص ۲۶ ناشر پیر بھائی۔ اور یہی حوالہ "اکابر دیوبند کے کرتوت" کے ص ۲۳ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کا مصنف حضرت علامہ سید عبدالحق قادری صاحبزادہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری۔ ناشر سبزواری پبلشرز، جامع مسجد حیدری ،درگاہ حضرت محمد شاہ دولھا سبزواری، کندی والا کھارادر، کراچی۔

((دیوبندی تبصرہ)) نوٹ: معلوم ہوا کہ ترجمہ "کنزالایمان" لفظی نہیں ہے بلکہ تفسیری ہے اور لفظی ترجمے کی مخالفت اپنے فاسد عقیدوں کو چھپانے کے لیے کی گئی ہے، جب لفظ میں خرابی نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے بلکہ قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی **معاذاللہ ثم معاذاللہ**۔ اگر لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ الفاظ اور معانی کا نام قرآن ہے۔ الفاظ ہی کا ترجمہ ہوگا"

(دوماہی مجلّہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۱۴۳)

☆ قاری عبدالحق ملتانی دیوبندی نے قرآن کریم کا لفظی ترجمہ نہ کرنے پر لکھا ہے: "جو قرآن کے الفاظ کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے، رضاخانی لفظی ترجمے کے منکر ہیں، بات ایک ہی ہے، حقیقت میں قرآن کے منکر ہیں"۔

(دوماہی مجلّہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۲۱۷)

دیوبندی اعتراض کا جواب:

☆ قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی اس بات پر معترض ہیں کہ قرآنِ کریم کی بعض آیات کا "مفہومی" کی بجائے "لفظی ترجمہ" کیوں نہیں کیا گیا، آیئے آپ کو مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کا ایسا حوالہ دکھاتے ہیں جس میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ:

"کسی کو سمجھانے کی ضرورت سے قرآن مجید کی تعبیر وعنوان کو بدلا جا سکتا ہے"

(انوارالباری جلد ۶ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

دیوبندی معترضین "کنزالایمان" میں بعض آیات کے "لفظی ترجمہ" کی بجائے "مفہومی ترجمہ" پر معترض تھے لیکن ان کے امام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کسی کو سمجھانے کی غرض سے قرآنِ کریم کی "تعبیر وعنوان" کو بدلا جا سکتا ہے۔ اب بتایئے جو قرآن کریم کی تعبیر کو ہی بدل دے وہ آپ کے اعتراض کے

مطابق محرّ فِ قرآن ہوایا نہ؟ یقیناً ہوا اور ضرور ہوا۔مولوی منیر احمد اختر دیوبندی نے ''کنزالایمان'' پر جو اعتراض وارد کیا ہے کہ:

''قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی معاذاللّٰہ ثم معاذاللّٰہ۔'' اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ جب قرآنِ کریم کی تعبیر میں کوئی خرابی نہیں ہے تو اسے کیوں بدلا جائے گا؟

مولوی منیر اختر دیوبندی صاحب! ہمت کرکے اپنے امام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کو بھی ''محرّ فِ قرآن'' قرار دے دیں۔

☆ مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

''ایسی آیات کے ترجمہ کو صرف لفظی ترجمہ کی حد تک رکھنا عام مسلمانوں کے لیے رسولوں سے بداعتقادی کا سبب ہوسکتا ہے،اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے ان آیات کے تراجم تاویلی اور تفسیری انداز پر ہونے چاہییں۔چنانچہ مولانا تھانویؒ نے ظلم کا ترجمہ ''نا مناسب کام'' کیا ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب نے ''انصاف سے بعید کام'' کیا ہے''۔

(محاسن موضح القرآن صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ ذوالنورین اکادمی،محلّہ حاجی گلاب،بھیرہ ضلع سرگودھا۔طبع ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ)

اس اقتباس میں مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے وہی بات کی ہے جو ہم اہلِ سنت کہتے ہیں،یعنی قرآنِ پاک کی بعض آیات کے لفظی کی بجائے ''تاویلی'' اور ''تفسیری'' تراجم ہونے چاہییں۔اس لیے دیابنہ کی نظر میں اگر بعض آیات کا لفظی ترجمہ نہ کرنے کی بنا پر ہم اہلِ سنت منکرِ قرآن ہیں تو مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اور مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی کو بھی منکرِ قرآن قرار دیا جائے،بصورتِ دیگر اپنے اعتراض کو واپس لیا جائے۔یا پھر ان دونوں کو مولوی منیر احمد اختر دیوبندی کے الفاظ میں بتایا جائے کہ ''قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی معاذاللّٰہ ثم معاذاللّٰہ۔''

مباحثہ سنبھل سے مولوی منظور نعمانی دیوبندی کے تین اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆''اس کا اندازہ آپ کو بھی ہوگا کہ لفظی ترجمہ میں بسااوقات مطلب پورے طور سے سمجھ میں نہیں آتا''

(فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین،۱۴۔بہاولپور روڈ،مزنگ،لاہور)

☆''لفظی ترجمہ جس کا فی نفسہٖ سمجھنا بھی آسان نہیں''

(فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین،۱۴۔بہاولپور روڈ،مزنگ،لاہور)

☆''اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک عربی شخص کہتا ہے: و کانت فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلعم تحت علی ابن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔مولوی احمد رضا خان صاحب کا کوئی چھوٹا بھائی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس شخص نے حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی رضی اللّٰہ عنہما کی سخت توہین کی ہے اور اس نے یہ کہا ہے کہ ''تھی فاطمہ بیٹی رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نیچے علی کے، جو بیٹا ہے ابوطالب کا'' دوسرا شخص کوئی،حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا بھائی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! یہ اس غریب کے سر محض بہتان ہے تم نے اس کی عبارت کا لفظی ترجمہ کردیا ہے جس کی وجہ سے توہین پیدا ہوگئی،اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ''حضرت فاطمہ زہرا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا جو صاحبزادی ہیں جناب رسول اللہ صلعم کی،وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی

اللّٰہ تعالٰی عنہ کی زوجہ مطہرہ تھیں''
(فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین ،۱۴۔بہاولپور روڈ،مزنگ،لاہور)

ان تینوں اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ
ا۔لفظی ترجمہ سے بعض اوقات مطلب پوری طرح سمجھ نہیں آتا۔
۲۔لفظی ترجمہ کا سمجھنا آسان نہیں ہے۔
۳۔صرف لفظی ترجمہ سے بعض اوقات غلط مفہوم پیدا ہوسکتا ہے۔

لہٰذا بعض آیات کے لفظی ترجمہ نہ کرنے کی بابت ہم اہلِ سنت پر کیا گیا دیوبندی اعتراض کالعدم قرار پایا۔

☆ مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنے والد مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی پر ایک غیر مقلد مولوی کی جانب سے حدیث شریف کا لفظی ترجمہ نہ کرنے پر، کیے گئے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

''لفظی ترجمہ کے بعد تو کوئی سوال کرسکتا تھا کہ وہی نماز پڑھائی یا بعد کی پڑھائی ،تو حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے اسلوبِ حکیم کے طور پر ترجمہ ہی ایسا کیا کہ کسی کو سوال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو،اثری صاحب کا یہ کہنا کہ اس ترجمہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔۔۔الخ ،تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اس حدیث کے پڑھنے والوں کے ذہن کو تشویش سے بچانے اور ان کے ذہن میں سوال پیدا ہونے سے بچانے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اسی کی وجہ سے یہ ترجمہ کیا گیا جو بالکل حقیقت پر مبنی ہے''۔
(مجذوبانہ واویلا صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ،نزد مدرسہ نصرۃ العلوم،گھنٹہ گھر،گوجرانوالہ۔طبع اوّل جون ۱۹۹۵ء)

مذکورہ بالا اقتباس میں مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنے والد کا یہ کہہ کر دفاع کیا ہے کہ حدیث شریف کا ''لفظی ترجمہ'' کرنے کی صورت میں عام قاری تشویش میں مبتلا ہوسکتا تھا اس لیے ایسا ترجمہ کیا گیا جس سے قاری کو تشویش نہ ہو۔بالکل اسی طرح ہم بھی یہی کہتے ہیں اعلیٰ حضرت نے بھی قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ اس لیے نہیں کیا کہ قاری کسی طرح کی تشویش میں مبتلا نہ ہو۔

☆ دیوبندیوں کے مزعومہ حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''ایک صاحب نے مجھ سے درخواست کی کہ'' وَوَجَدَکَ ضَآلًا فَھَدٰی '' کا لفظی ترجمہ کردو پھر کچھ سوال کروں گا،وہ سمجھے تھے کہ یہ ضال کا ترجمہ گمراہ کریں گے اور میں اعتراض کروں گا۔میں نے یہ ترجمہ کیا کہ ''پایا آپ کو آپ کے رب نے ناواقف،پس واقف بنادیا'' اس ترجمے سے اُن کے سب اعتراض پادر ہوا ہوگئے، اور حقیقت میں لفظ ضال محاورۂ عرب میں عام ہے **جحود بعد الھدایۃ** (ہدایت کے بعد انکار) اور بے خبری قبل الہدایہ کو۔اور اسی طرح لفظ گمراہ فارسی محاورے میں عام ہے مگر اردو میں اکثر استعمال اس کا بمعنی اوّل میں ہے،اس لیے ہماری زبان کے اعتبار سے ''گمراہ'' ترجمہ ((کرنا)) منشاء اشکال ہوتا ہے''
(الافاضات الیومیہ جلد سوم صفحہ ۳۵۱ ملفوظ نمبر ۵۳۲ مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ،جامعہ اشرفیہ،فیروز پور روڈ،لاہور)

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے اس واقعہ سے بھی ہمارا مؤقف ثابت ہوا کہ قاری کو تشویش سے بچانے کے لیے قرآنِ کریم کی آیت کا مفہومی ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے ''اشرف الجواب'' صفحہ ۱۷۶،۱۷۷ میں بھی لکھا ہے کہ عوام کو ترجمۂ قرآن پڑھنا مضر ہے۔

اعلیٰ حضرت: ستودہ صفات وجامع کمالات

از:-مولانا طارق انور رضوی (کیرلا)

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) اوصاف حمیدہ ومناقب محمودہ سے متصف تھے۔ احباب واغیار، ہرایک نے بھی آپ کی مدح وستائش اور آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔آپ اسلام وسنیت کے صف شکن محافظ اوراہل بدعت کے مقابلے میں کفن بردوش مجاہد تھے۔آپ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے اوروفادارغلام تھے۔ انہوں نےعشق مصطفوی کی خوشبو سے ہندو پاک کی فضا کو مشکبار کردیا-سچ تو یہ ہے کہ علمائے زمانہ نےعشق محمدی کے حروف تہجی، بلکہ انتہائی آداب بھی انہیں سے سیکھے۔اپنوں نے بھی آپ کوخراج تحسین پیش کیاہے ،اوراغیار نے بھی آپ کی خدمات کا برملا اعتراف کیاہے۔چندتأثرات واعترافات مندرجہ ذیل ہیں۔

تأثر گرامی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ العزیز

قطب الزماں حضرت سیدعلی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القوی (۱۳۸۱ھ-۱۹۶۱ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس (مرادآباد) میں خطبہ صدارت میں فرمایا۔''سرزمین بریلی پر ایک حق گو،حق پرست اورحق شناس ہستی تھی ،جس نے بلا خوف لومۃ لائم اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اورقوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہوکراپنی اس شان امامت وتجدیدکوعرب وعجم پر روشن کردیا، جس کی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے تھراتے رہتے ہیں۔میرا اشارہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے،جن کےفراق نے میرے بازو کو کمزورکردیااورمسلمانوں کوجن کی وفات نے بے کس وناتواں کردیا''۔

(خطبات علمائے اہل سنت ج۱ص ۱۰- برکاتی کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ: بریلی شریف)

امیرملت محدث علی پوری کا فرمان عالیشان

امیرملت پیرسید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ،۱۹۵۱ء) نے فرمایا۔

''اگرمولانا احمد رضا خاں نہ ہوتے تو دیوبندی سارے ہندوستان کووہابی بنادیتے''۔(پنج گنج علی پوری)

سابق ناظم ندوہ اورتذکرۂ امام اہل سنت

سابق ناظم ندوۃ العلما (لکھنو) عبدالحیٔ بن فخرالدین رائے بریلوی (۱۲۸۶ھ،۱۸۶۹ء-۱۳۴۱ھ،۱۹۲۳ء) نے امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی علمی جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

(۱)﴿كَانَ عَالِمًا مُتَبَحِّرًا كَثِيْرَ الْمُطَالَعَةِ وَاسِعَ الْاِطِّلَاعِ،لَهٗ قَلَمٌ سَيَّالٌ وَفِكْرٌ حَافِلٌ فِي التَّالِيْفِ﴾

(نزہۃ الخواطر ج۸ص۴۱-حیدرآباد ہند)

ترجمہ: وہ وسیع علم رکھنے والے کثیر المطالعہ متبحر عالم تھے،تالیف وتصنیف میں انہیں تیز رفتار قلم اور جامع فکر عطا ہوئی تھی۔

(۲)﴿یَنْدُرُ نَظِیْرُہٗ فِیْ عَصْرِہٖ فِی الْاِطِّلَاعِ عَلَی الْفِقْہِ الْحَنْفِیِّ وَجُزْئِیَّاتِہٖ،یَشْھَدُ بِذٰلِکَ مَجْمُوْعُ فَتَاوَاہُ وَکِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ الَّذِیْ اَلَّفَہٗ فِیْ مَکَّۃَ﴾(نزہۃ الخواطر ج۸ص۴۱)

ترجمہ:ان کے عہد میں فقہ حنفی اوراس کے جزئیات کے علم میں ان کا مماثل نہیں پایا جاتا۔ان کا مجموعہ فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ)اور کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (جسے مکہ معظّمہ میں تالیف کیا) اس پر گواہ ہیں۔

علمائے متاًخرین میں امام احمد رضا قادری کثرت علوم وفنون میں سرفہرست ہیں۔ان کے علوم وفنون کی تعداد پانچ سو(۵۰۰) کی سرحد پار کرچکی ہے،جب کہ علمائے متاًخرین میں سے کوئی علم وتصنیف میں اس حدتک نہ پہونچ سکے،اور متقدمین کے عہد میں علوم کے اس قدر فروع نہ تھے۔توضیح تلویح میں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں علم کلام اورعلم تصوف،علم فقہ کی فرع تھے،لیکن پھر دونوں ایک مستقل علم ہوگئے۔عہد حاضر میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ یہ دونوں ’’علم فقہ‘‘ کے فروع میں سے ہیں۔

سفر حج دوم کے درمیان علمائے مکہ معظّمہ نے بعض فقہی اورکلامی مسائل میں آپ سے مذاکرہ کیا اور کچھ علمی استفسار کیے،جس کا جواب آپ نے انتہائی محققانہ انداز میں دیا،اسے دیکھ کر علمائے حرم حیران و ششدررہ گئے۔ابوالحسن علی ندوی (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ-۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء) کے والد عبدالحئ لکھنوی (سابق ناظم ندوۃ العلما:لکھنو) نے علمائے حرم کی حیرانی کا ذکر ان لفظوں میں کیا۔

﴿اعجبوا بغزارۃ علمہ وسعۃ اطلاعہ علی المتون الفقھیۃ و المسائل الخلافیۃ وسرعۃ تحریرہ وذکائہ﴾ (نزہۃ الخواطر ج۸ص۴۱)

ترجمہ: علمائے عرب ان کی کثرت علم اور متون فقہیہ اور مسائل خلافیہ پر ان کی وسعت اطلاع اوران کی سرعت تحریراوران کی ذہانت کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے۔

تذکرۂ تصانیف

عبدالحئ رائے بریلوی نے اپنی کتاب ’’معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف‘‘(مطبوعہ مجمع اللغۃ العربیہ دمشق)میں مختلف مقامات پرامام احمد رضا قادری کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے-اس کتاب کے چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں۔

(۱)﴿ومنھا النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجواھر المضیۃ للمولوی احمد رضا بن نقی علی البریلوی﴾ (ص۱۰۷)

(۲)﴿والعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ للمولوی احمد رضا بن نقی علی البریلوی﴾(ص۱۱۰)

(۳)﴿وعبقری حسان فی اجابۃ الاذان–وحسن البراعۃ فی تنفیذ حکم الجماعۃ–وازکی الھلال فی ابطال ما احدث الناس فی امر الھلال–والاحلیٰ من السکّر لطلبۃ سُکّر رَوْسَرْ(بفتح الراء المھملۃ وسکون الواؤ وفتح السین المھملۃوفی آخرھا الراء المھملۃ الساکنۃ)اسم

شر كة تجارية انكليزية بشاه جها نبور تصنع السُكَّر– واجود القرٰى لمن يطلب الصحة فى اجازة القرٰى – وجمل مجلية فى ان المكروه تنزيهًا ليس بمعصية–والامربا حترام المقا بر–والبارقة اللمعا علٰى ساعد من نطق بكفرطوعًا–والمقالة المفسرة عن احكام البدعة المكفرة–و احكام الاحكام فى التناول من يد من ماله حرام–وفصل القضاء فى رسم الافتاء كلها للمولوى احمد رضا بن نقى على الحنفى البريلوى﴾(ص۱۱۷)

(۴)﴿الاحاديث الراوية لمناقب الصحابى معا وية: للمولوى احمد رضا خان البريلوى–وتلالؤ الافلاک بجلال حديث لولاک–وسمع وطاعة فى احاديث الشفاعة–والقيام المسعود بتنقيح المقام المحمود–والبحث الفاحص عن طرق احاديث الخصائص–وما قل وكفٰى فى ادعية المصطفٰى كلها للمولوى احمد رضاخان المذ كور﴾(ص۱۴۶)

(۵)﴿النجوم الشواقب فى تخريج احاديث الكواكب للمولوى احمد رضاخان البريلوى –الروض البهيج فى آداب التخريج للمولوى احمد رضاخان المذكور﴾(۱۵۹)

(۶)﴿وتجلى اليقين با ن نبينا سيد المرسلين–واقامة القيامة علٰى طاعن القيام لنبى تهامة –وسلطنة المصطفٰى علٰى كل الورٰى –ونافى الفئ عمن بنوره استناركل شئ–وهدى الحيران عن نفى الفئ عن شمس الاكوان–واجلال جبريل بجعله خادمًا للمحبوب الجليل–ومنتهى التفصيل فى مبحث التفضيل–ومطلع القمرين فى ابانة سبقة العمرين–والزلال الانقٰى من بحرسبقة الاتقٰى –و الكلام البهى فى تشبيه الصد يق بالنبى–ووجد المشوق بجلوة اسماء الصديق والفا روق–ورفع العروش الخاوية من ادب الاميرمعا وية–واظلال السحابة باجلال الصحابة–و احياء القلب الميت بنشرفضا ئل اهل البيت كلها للمولوى احمد رضا بن نقى على البريلوى﴾(ص ۲۴۳)

(۷)﴿دُوْصَدْ تَازِيَانَہْ بَرْرَاسِ جَحُوْدِ زَمَانَہْ للمولوى احمد رضاخان البريلوى ﴾(ص ۲۴۴)

(۸)﴿والاهلال بفيض الاولياء بعد الوصال–وانهارالانوار من يم صلٰوة الاسرار–وازهار الانوارمن ضياء صلٰوة الاسرار–وطوالع النور فى حكم السرج على القبور–وحياة الموات فى سماع الاموات–ومنيرالعينين فى حكم تقبيل الابهامين–ونسيم الصبا فى ان الاذان يحول الوبا–والسعى المشكورفى ابد اء الحق

المهجور –والبارقة الشارقة على المارقة المشارقة كلها للمولوى احمد رضا بن نقى على البريلوى﴾(ص ۲۵۰) (۹)ابوالحسن علی ندوی نے اسی کتاب کے اضافی صفحات میں لکھا﴿العطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية: فتاوى الشيخ احمد رضا خان البريلوى فى مجلد ات﴾(ص ۳۹۳)

مندرجہ بالا اقتباسات میں امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی درج ذیل کتابوں کا ذکر آیا۔

(۱) النیر ۃ الوضیئۃ فی شرح الجواہرالمضیہ (۲)العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ (۳)عبقری حسان فی اجابۃ الاذان(۴)حسن البراعۃ فی تنفیذحکم الجماعہ(۵)ازکی الہلال فی ابطال مااحدث الناس فی امرالہلال(٦)الاحلیٰ من السکّر لطلبۃ سُکّر رؤسَرْ (٦)اجودالقرٰ ی لمن یطلب الصحۃ فی اجازۃ القرٰ ی (۷)جمل مجلیۃ فی ان المکرّوہ تنزیہًا لیس بمعصیہ(۸)الامر باحترام المقابر(۹)البارقۃ اللمعا علیٰ ساعد من نطق بکفر طوعًا (۱۰)المقالۃ المفسر ۃ عن احکام البدعۃ المکفر ۃ(۱۱)احکام الاحکام فی التناول من یدمن مالہ حرام(۱۲)فصل القضاء فی رسم الافتاء (۱۳) الاحادیث الراویۃ لمناقب الصحابی معا ویہ(۱۴) تلالؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک(۱۵)سمع وطاعۃ فی احادیث الشفاعہ۔

(۱٦)القیام المسعو دبتنقیح المقام المحمود(۱۷)البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص(۱۸)ما قل وکفٰی فی ادعیۃ المصطفٰی (۱۹)النجوم الثواقب فی تخر تیج احادیث الکواکب (۲۰)الروض البہیج فی آداب التخر تیج (۲۱) تجلی الیقین بان نبینا سیدالمرسلین (۲۲)اقامۃ القیامۃ علیٰ طاعن القیام لنبی تہامہ (۲۳)سلطنۃ المصطفٰی علیٰ کل الوریٰ (۲۴) نافی الفیٔ عمن بنورہ استنارکل شیٔ (۲۵)ہدی الحیر ان عن نفی الفیٔ عن شمس الاکوان(۲٦) اجلال جبریل بجعلہ خادمًا للمحبوب الجلیل(۲۷)منتہی التفصیل فی مبحث التفضیل (۲۸)مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین(۲۹)الزلال الانقی من بحرسبقۃ الاتقی (۳۰) الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۳۱)وجدالمشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق(۳۲)رفع العروش الخاویۃ من ادب الامیر معاویہ(۳۳)اظلال السحابۃ باجلال الصحابہ (۳۴) احیاء القلب المیت بنشر فضائل اہل البیت (۳۵)دُوْصَدْ تَازِیَانَہْ بَرْرَاسِ بَجُوْ دِزَمَانَہْ (۳٦)الاہلال بفیض الاولیاء بعد الوصال (۳۷) انہارالانوارمن یم صلوٰۃ الاسرار(۳۸)ازہار الانوارمن ضیاء صلوٰۃ الاسرار(۳۹)طوالع النور فی حکم السرج علی القبور(۴۰)حیاۃ الموات فی سماع الاموات(۴۱)منیرالعینین فی حکم تقبیل الابہامین(۴۲)نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا (۴۳)السعی المشکو رفی ابداء الحق المہجو ر(۴۴) البارقۃ الشارقۃ علی المارقۃ المشارقۃ۔

رحمان علی خاں کے تأثرات

رحمان علی خاں نے لکھا:''۱۲۹٦ھ،۱۸۷۸ء میں پہلی بار حج بیت االلہ کے لیے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔قیام مکہ معظّمہ کے دوران شافعی عالم حسین بن صالح جمال اللیل ان سے بے حد متأثر

ہوئے اور تحسین وتکریم کی۔موصوف نے اپنی تالیف ''الجواہر المضیۃ'' کی عربی شرح لکھنے کی فرمائش کی، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں نے صرف دوروز میں اس کی شرح تحریر فرمادی، اوراس کا تاریخی نام ''النیر ۃ الوضیئۃ فی شرح الجواہر المضیۃ''(۱۲۹۶ھ،۱۸۷۸ء) رکھا۔بعد میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ کرکے اس کا تاریخی نام ''الطرۃ الرضیۃ علی النیر ۃ الوضیئۃ''(۱۳۰۸ھ،۱۸۹۰ء) تجویز کیا''۔ (تذکرہ علماء ہند ص۱۶-نولکشور لکھنو-فارسی نسخہ)

پروفیسر مسعود احمد مجددی نے لکھا کہ امام احمد رضا قادری نے ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' مکہ معظّمہ میں صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں تحریر فرمائی تھی۔(امام احمد رضا اور عالم اسلام ص۷۰)

ڈاکٹر تنظیم الفردوس پاکستانی

محترمہ ڈاکٹر تنظیم الفردوس پاکستانی نے سال ۲۰۰۳ء میں ''اردو نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا کی انفرادیت واہمیت'' کے موضوع پر کراچی یونیورسٹی (پاکستان) سے پی،ایچ،ڈی کی ڈگری حاصل کی۔تھیسس کے مقدمہ میں انہوں نے امام کو شاعری میں اقبال، غالب ومیر انیس کے مماثل قرار دیا، محترمہ رقمطراز ہیں۔

In my point of viwe Maulana Ahmad Raza Khan is one of the famous poets like Meer Anees, Ghagib and Iqbal who has not only given the artistic excellence but a novel diction of linguistic arrangments, phraseogy and reference in Urdu language.(page 1)

بین الاقوامی مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق قریشی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری پاکستانی (م ۲۰۰۸ء) نے لکھا: ''محدث بریلوی غیر معمولی علم وفضل اور دانش وحکمت کے حامل تھے۔ان کی شخصیت اورفکر کے بیسیوں پہلو ہیں۔انہوں نے عہدزوال میں آنکھ کھولی،مگران کی فطرت میں عروج تھا۔انہوں نے اپنی جان کی طرف نہ دیکھا۔وہ عہدساز شخصیت کے مالک تھے۔وہ عمل کے داعی تھے۔وہ سراپا عمل تھے۔ان کی زندگی مکمل عمل سے عبارت تھی۔گذشتہ ساٹھ سال سے ان کی شخصیت اور علمی خدمات وافکار پر مسلسل کام ہورہا ہے۔ملک وبیرون ملک کی جامعات سے ان کی شخصیت وفکر کے مختلف پہلوؤں پر اب تک تقریباً بیس فضلاء ڈاکٹریٹ کرچکے ہیں،اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

اتنی بڑی تعداد میں کسی بھی شخصیت پر کام نہیں ہوا۔پاک وہند کی جامعات کے علاوہ کالمبیا یونیورسٹی،کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) لندن یونیورسٹی (یوکے) لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) ازہر یونیورسٹی (مصر) وغیرہ کے فضلا نے بھی یادگار اور عہدساز کام کئے ہیں،جس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہئے۔اس مسلسل تحقیق سے عالمی مؤرخین ومحققین کو حقائق کا علم ہوا،اورانہوں نے برملا اعتراف کیا کہ'' اب تک جو کچھ لکھا گیا،وہ سب یک طرفہ ہے''۔یہ بات پاکستان کے بین الاقوامی مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق قریشی نے ایک کانفرنس میں فرمائی''۔

(امام احمد رضا کے افکار ونظریات از ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ص۱۱)

انگریزی افکارو استبداد کی مخالفت میں افاداتِ اعلیٰ حضرت کا علمی تجزیہ

از:-مولانا غلام مصطفیٰ رضوی [نوری مشن مالیگاؤں]

انگریز تاجر کی حیثیت سے آئے۔اندرونی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا۔ ہندوستان پر قبضہ جمایا۔مکروفریب اور اپنے خفیہ ایجنٹوں کے ذریعے حکومت وامارت کو ہتھیایا۔ملک کو انگریز کے دامِ فریب سے آزاد کرانے میں اولین کردار قائدینِ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کا کردار نمایاں ہے۔جن کی اکثریت علما ومشائخ پر مشتمل تھی۔جن کی قیادت مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی وشاہِ دہلی بہادر شاہ ظفر فرمارہے تھے۔بعد کے دور میں جن علمانے انگریز کی مخالفت میں اہم کردار ادا کیا ان میں ایک ممتاز نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ہے۔ آپ کی بہت سی کتابیں اور فتاویٰ کے ذریعے انگریز سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔آپ نے انگریزی تہذیب وتمدن، خیالات اور غیر اسلامی سائنسی افکار کی تردید فرمائی۔

مولانا یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں:''مغربی تہذیب و تمدن، فرنگی فکر ومزاج اور غاصب انگریزوں سے نفرت وعداوت کا یہ عالم تھا کہ نہ کبھی ان کی حکمرانی تسلیم کی اور نہ ہی ان کی کسی کچہری میں گئے اور وہ بھی یہ کہہ کر کہ''جب میں انگریز کی حکومت ہی تسلیم نہیں کرتا تو ان کی عدالت کیا تسلیم کروں گا؟''لفافہ پر ہمیشہ اُلٹا ٹکٹ لگاتے اور کہتے کہ''میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا'' زندگی بھر کسی انگریز کے پاس نہیں گئے اور نہ ان سے کوئی ربط وتعلق رکھا۔''

(امام احمد رضا اور جدید افکار وتحریکات، یٰسین اختر مصباحی،ص۱۸۱)

پروفیسر ابرار حسین (علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی کے نام ایک مکتوب (محررہ ۵؍نومبر ۱۹۸۰ء) میں تحریر فرماتے ہیں:''کل ایک طالب علم نے اعلیٰ حضرت کے خط کا عکس بھیجا ہے، اعلیٰ حضرت کے پتے تحریر کرنے کا انداز بڑا دل چسپ ہے اور سیاسی نظریات کی ترجمانی کرتا ہے، پتا تحریر کرتے ہوئے آپ نے-ملکہ کا سر نیچے رکھا ہے-یعنی اُلٹی طرف سے شروع کیا ہے۔''

پروفیسر محمد مسعود احمد کی کتاب''گناہ بے گناہی'' میں اعلیٰ حضرت کا ایک مکتوب شامل ہے، جس میں ملکہ برطانیہ کا ٹکٹ اُلٹا چسپاں ہے۔

(گناہ بے گناہی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد،ص۳۲۔۳۳)

انگریز نے فکر ونظر کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوششیں کیں۔اعلیٰ حضرت نے جہاں اسلامی روایات کو زندہ کیا وہیں تہذیبی وتمدنی لحاظ سے مسلم تشخص کے لیے کام کیا۔ آپ نے ہر پہلو سے انگریز کی فریب کاریوں کی مخالفت کی۔ہاں! یہ ضرور ہے کہ آپ نے شعار ومراسمِ شرکیہ کی بھی مذمت کی۔اور انگریز کے ساتھ مشرکین سے بھی مسلمانوں کو باخبر کیا۔

مذمتِ انگریز میں افاداتِ رضویہ:

[۱] انگریز کے عقیدۂ تثلیث سے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''نصاریٰ بہ اعتبار حقیقتِ لغویہ............ بلاشبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث وبُنوّت ہیں۔''

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام، امام احمد رضا،ص۹)

[۲] اعلیٰ حضرت انگریزی کورٹ سے رجوع کو بھی مسلمانوں کے حق میں ناروا و نقصان دہ جانتے تھے، اسی لیے فرماتے ہیں: ''اولاً: باستثنا ان معدود (چند) باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی (مداخلت) ہو؛ اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے؛ اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروروں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔'' (تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، امام احمد رضا، ص۱۲)

[۳] مغربی مصنوعات کے مقابل مسلمانوں کی صنعت و حرفت و تجارت کے قیام کے لیے عملی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ثانیاً: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا۔ اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکا والے چھٹا نک بھر تانبا کچھ صناعی کی گڑھت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔''

(تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، ص۱۲)

[۴] اعلیٰ حضرت نے سفرِ جبل پور ۱۹۱۹ء کے موقع پر بعد نمازِ عصر گن گیرج فیکٹری کی طرف سے انگریز کو جاتے دیکھ کر یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''کم بخت (یعنی انگریز) بالکل بندر ہیں۔''

(اکرام امام احمد رضا، مولانا برہان الحق جبل پوری، مطبوعہ لاہور، ص۹۱)

انگریز سے ایسی نفرت کہ ''بندر'' کہہ کر اس کی ذلت فرما رہے ہیں۔

[۵] انگریز کی مخالفت کی غرض سے انگریزی زبان سیکھنے کو باعثِ اجر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ذی علم مسلمان اگر بہ نیت ردِ نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا۔''

(فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا، جلد دہم اول، ص۹۹)

اعلیٰ حضرت؛ کافروں، مشرکوں، انگریزوں، یہودیوں، آتش پرستوں، قادیانیوں غرض کہ ہر باطل فرقے کو اسلام اور مسلمانوں کا دُشمن سمجھتے تھے۔ انتقال سے صرف ایک ماہ قبل ۲۵؍ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو انھوں نے جو شعر ارشاد فرمایا وہ ان کے سیاسی افکار کا آئینہ دار ہے، سُنیے وہ کیا فرماتے ہیں ۔

کافر، ہر فرد و فرقہ دُشمن مارا
مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا

ترجمہ: کافر بلکہ ہر فرد و فرقہ ہمارا دُشمن ہے، خواہ وہ مرتد ہو یا مشرک، یہودی ہو یا عیسائی اور یا آتش پرست۔

(گناہ بے گناہی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ص۶۸)

جو لوگ تحریکِ ترکِ موالات میں عدمِ شرکت کی شرعی وجہ کو غلط رنگ دیتے ہیں انھیں اعلیٰ حضرت کے اس فیصلے پر غور کرنا چاہیے:

''موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا، جلد ششم، ص۱۲)

درحقیقت اعلیٰ حضرت چاہتے تھے کہ مسلمان انگریز کے ساتھ ہی اس کے تمدن سے بھی نفرت کریں۔ اسلامی اعتبار سے زندگی بسر کریں۔ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے؛ اس لیے ہندو مسلمان کا دشمن تھا اور انگریز کا دوست۔ انگریز نے بعد کے دور میں مشرکین کا ساتھ دیا جس کا نتیجہ ہے کہ مسلم مقدس مقامات کو متنازعہ بنانے کی جرأت کی جاتی ہے، مسلم کش فسادات کروائے جاتے ہیں، مشرکین مسلمانوں سے زیادتی کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب و شعار کی مخالفت کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی بصیرت نے مستقبل کے احوال کی طرف نشان دہی کر دی تھی۔ ہم خود مسلم مخالفت کے نظائر مشاہدہ کر رہے ہیں جو انگریز کی سازش کا حالیہ نتیجہ قرار دیے جا سکتے ہیں۔

قرآن کے اسرار و رموز
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ/ والد

از:- پروفیسر محمد راشد مجددی Ph.d اسکالر یونیورسٹی آف لاہور

(کوئی بھی انسان عظمتوں اور علوم کی کیسی ہی بلندیوں کہ چھو لے مقام نبوت تک رسائی نہیں حاصل کرسکتا۔قرآن کی تفہیم کے لیے جہاں تک ممکن ہے انسان اپنی سی کوشش کر رہا ہے،لیکن ابھی بھی قرآن کے اندر بہت سارے علوم سربستہ راز ہیں۔عصر حاضر میں انٹر نیشنل لیول پر مسلمانوں میں نسب نامہ انبیاء پر دو گروہ بن چکے ہیں ایک گروہ جو مسلمانوں کے جمہور 98٪ پر مشتمل ہے کے مطابق حضرت آدم تا حضرت محمد علیہم السلام تک تمام افراد مومن تھے۔دوسرا گروہ جو 2٪ ہے کے مطابق درمیان میں کچھ افراد کافر بھی ہیں۔زیر نظر مضمون اسی بارے میں ہے)

قرآن پاک خالق کائنات کا کلام ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والسلام پر نازل ہوا۔اگرچہ درمیان میں جبریل واسطہ ہے لیکن ضروری نہیں کہ درمیان والے واسطے کو تمام اسرار و رموز کلام بھی مستحضر رہیں۔حقیقت ربانی کو اس کائنات میں کماحقہ نہ کوئی جان سکتا ہے نہ جان سکے گا اور حقیقت مصطفوی ﷺ کو اس کائنات میں فقط خدا کی ذات ہی جانتی ہے۔

عارف صمدانی شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی (۷۳۶۔ ۶۵۹ھ) کے بقول رسالت مآب علیہ السلام کی تین صورتیں تھیں:

صورت بشری......صورت ملکی......صورت حقی

اوران تینوں کا ثبوت قرآن سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱......صورت بشری (انسانی صورت)

انما انا بشر مثلکم (الکھف، ۱۸:۱۱۰) بے شک میں تو تمہاری مثل بشر ہوں۔

۲......صورت ملکی (فرشتوں کی سی ہیئت)

رسول اللہ ﷺ نے جب صوم وصال (بغیر سحری وافطاری روزہ) رکھنے شروع کئے تو صحابہ کرام نے بھی ایسا کرنا چاہا آپ علیہ السلام کو پتہ چلا تو منع فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ بھی تو صیام وصال رکھتے ہیں تب فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقین

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ رقم الحدیث: ۶۸۵۱، دارطوق النجاۃ ۱۴۲۲ھ)

تم میں میری مثل کون ہے بے شک میں تو رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔

۳......صورت حقی (حقیقی صورت)

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے مابین بعض ایسے اوقات ومعاملات ہوتے ہیں جب اور جہاں کسی نبی ورسول اور کسی مقرب فرشتہ کا وہاں گذر و امکان نہیں ہوتا۔

لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولانبی مرسل.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح: ص١٤٢، ج١، ملا على قارى (١٠١٤ه) دارالفكر بيروت لبنان ١٤٢٢ه)، فيض القدير :صفحه ٤، جلد ٨ ، عبدالرئوف المناوى (١٠٣١ه) دارالكتب العلميه لبنان ١٤١٥ه،

ترجمہ: میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں کسی فرشتہ مقرب اور کسی نبی ورسول کی گنجائش نہیں ہوتی۔

جب فرشتوں کا سردار اور وحی کی ترسیل کرنے والا جبریل قرآن کے تمام مفاہیم کو نہیں سمجھ سکا تو میں اور آپ کس شمار میں ہیں اور پھر ذوات انبیاء علیہم السلام ،جنکی رضا اللہ تعالیٰ کو ہر لمحہ مقصود رہی ہے ان کے بارے میں اذیت ناک بات کرنا اپنی عاقبت تباہ کرنے والی بات ہے۔

اسی طرح تینوں صورتوں کی وحی بھی قرآن پاک میں واضح ہے۔

o...... جوصورت بشری کی طرح واضح بھی ہے جیسے **قل هو الله احد** یعنی اللہ ایک ہے۔(الاخلاص: ١:١٢٢)

o...... صورت ملکی کی طرح مبہم بھی ہے جیسے **كهيعص** .(مریم،۱۹:۱)

یہ حروف مقطعات حقیقتاً اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان راز ہیں حتی کہ درمیانی واسطہ جبریل بھی بعض قرآنی مفاہیم ومعانی پرآ گاہی نہیں رکھتے جب یہ حروف مقطعات جبریل امین لیکر بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو یوں عرض کرتے ہیں۔

فلما قال ''كاف'' قال النبى عليه السلام علمت فقال ''ها'' فقال علمت فقال ''يا'' فقال علمت فقال ''عين'' فقال علمت فقال ''صاد'' فقال علمت فقال جبريل كيف علمت مالم اعلم.

(تفسیر حقی/روح البیان: ص۳۱۳، ج۵ ، سورۃ مریم ، مذکورہ بالا آیت، اسماعیل حقی حنفی (۱۱۲۷ھ) دارالفکر بیروت ۲۰۱۰ء)

ترجمہ : جب جبریل علیہ السلام سورۃ مریم لیکر نازل ہوئے تو آکر باری باری (ک۔ھ۔ی۔ع۔ص) پڑھا رسول اللہ ﷺ ہر حرف پر فرماتے رہے مجھے علم ہے، میں جانتا ہوں، مجھے پتہ چل گیا ہے آخر میں جبریل عرض کرتے ہیں مجھے تو پتہ نہیں چلا آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔یعنی محدثین،علماء،مفسرین اور عام لوگ تو رہے اک طرف ایسی آیات کے اصل معانی ملائکہ کے سردار ملک مقرب جبریل بھی نہیں جانتے۔

o.....صورت حقی کی طرح سربستہ راز بھی ہے۔

جیسے معراج النبی ﷺ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف جو وحی فرمانی چاہی فرمائی اللہ تعالی نے قرآن میں صرف اس کا اشارۃ ذکر کیا ہے

فاوحى الى عبده مااوحى (النجم،۵۳:۱۰)

ترجمہ: تب (اللہ تعالیٰ نے) وحی کی اپنے بندہ خاص کی طرف جو بھی (چاہی) وحی کی۔

اس وحی کو اللہ تعالیٰ نے آشکار نہیں کیا اگر کسی موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے اس وحی خاص میں سے کسی خاص بندے کو خاص بات بتائی ہو تو یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔کوئی عام فرد کسی بات کو یقینی طور پر اس وحی کیلئے منسوب نہیں کرسکتا چاہے وہ عبادت وریاضت میں کتنا ہی اوج کمال تک پہنچ چکا ہو۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ دنیا میں عربی زبان سب سے زیادہ لفظی وسعت رکھتی ہے ایک ایک چیز کے سینکڑوں نام ہیں اور یہ واحد زبان ہے جس میں 2 کے لیے تثنیہ اور 3 یا جمع کے لئے علیحدہ علیحدہ لفظ ہیں اور تو اور ایک ہی چیز کی مختلف کیفیات میں عربی میں نام تک

مختلف ہوتے ہیں مثلاً:

ایک چیز زیادہ نام

کاظم: کا ایک معنی ایسا شیر جو غصے کو دبا جائے۔

جرفاس: ایسا شیر جس کی گردن پر بال بہت زیادہ ہوں۔

(لسان العرب ص ۵۱۹ ج ۱۲، ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ) دارصادر بیروت)

هلقام: ایسے شیر کو کہتے ہیں جو بڑے منہ والا ہو۔

صلقام: ایسا شیر جو بہت زیادہ خوراک کھاتا ہو۔

ضرغام: ایسا شیر جو سبقت کرتے ہوئے تباہ کن حملہ کرے۔

هزلاج: ایسا شیر جو تیزی و سرعت کے ساتھ حملہ کرے۔

(جمهرة اللغة ص ۱۸۱ ج ۲ ، ابن دريد (۳۲۱ھ) دارالعلم بيروت ۱۹۸۷ء)

عباس: ایسا شیر جس سے دوسرے شیر بھی ڈرتے ہوں۔

(لسان العرب ص۱۲۸ ج٦)

حمزه: ایسا شیر جو بڑی شدت کے ساتھ لپکتا ہو۔

(تاج العروس ص ۳۷۱۲ ج ۱)

عربی زبان میں شیر کی مختلف کیفیات کے قریباً ۳۵۰ر کے قریب نام ہیں۔اب یہ سارے ایک ہی چیز کی مختلف کیفیات کا اظہار کر رہے ہیں۔یہ خدا کی طرف سے عربی زبان کے لیے امتیازی شان کی عطا ہے لیکن بسا اوقات ایک ہی لفظ بول کر مختلف کیفیات مراد لینا بھی قرآن اور عربی زبان کی خاصیت ہے۔

آیات قرآنیہ کا حقیقی و مرادی معنی

جب حقائق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیات قرآنیہ کے اسرار و رموز ہر اک پر نہیں کھل سکتے تو ایسی آیات جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں ان کا ظاہری معنی مراد نہیں لیا جاسکتا جیسے **ومکر الله والله خير الماكرين.** (آل عمران،۳:۵۴) مکر ظاہری معنوں میں **خبیث ، لئیم ، شر ، خدعه ، دھوکہ** کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(قاموس المحدث: صفحه١٠٢٥٦،جلد ١،عربی انگلش)

یہاں ظاہری معنی نہیں لئے جائیں گے۔اسی طرح قرآن مجید میں لفظ (**نساء**) آیا ہے یہ (**امراة**) کی جمع جس کا معنی ہے "عورتیں"۔

نساء ایسی عورت کو کہتے ہیں جس کا حیض بند ہوکر اسے حمل ٹھہر جائے یعنی ایسی مونث جو ثیبہ (شوہر دیدہ) ہوکر حاملہ ہوجائے۔ اس عمر کے بعد والی مونث کو عربی میں نساء کہتے ہیں۔

(لسان العرب ص١٦٦ ج ١)

یہی اس کا ظاہری معنی ہے اور قرآن نے بھی ان ہی معنوں میں بیان کیا ہے مثلاً:

۱...... **احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نساء كم.**

(البقره ، ٢:١٨٧)

تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مقاربت حلال کردی گئی۔

۲...... **قل هو اذى فاعتزلوا النساء فى المحيض.**

(البقره، ٢: ٢٢٢)

آپ ﷺ فرما دیں (حیض) وہ ایک اذیت ہے تو تم اپنی بیویوں سے اس دوران علیحدہ رہو۔

۳...... **واٰتوا النسآء صدقاتهن نحلة** (النساء،٤:٤)

اور اپنی بیویوں کو ان کے حق مہر مکمل اچھے طریقے سے دو۔

۴...... **يانسآء النبى لستن كاحد من النسآء.**

(الاحزاب ٣٣:٣٢)

اے نبی علیہ السلام کی بیویو تم دوسرے عام مردوں کی بیویوں

کی طرح نہیں ہو۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ قرآن نے (نســــآء) کا لفظ شوہر دیدہ، عمر رسیدہ عورت کے لئے استعمال کیا ہے۔ لغت کی کتابوں میں بھی اس کا یہی معنی ہے۔

لیکن جب ہم قرآن کے دیگر پہلو کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہی لفظ (نسآء) ہمیں نومولود بچی کیلئے بھی ملتا ہے ملاحظہ فرمائیں

۱......**یذبحون ابنآء کم ویستحیون نسآء کم.**

(البقرہ، ۴۹:۲)

وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بچیوں کو زندہ رہنے دیتے۔

۲......**یقتلون ابنآء کم ویستحیون نسآء کم.**

(الاعراف، ۱۴۱:۷)

وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری بچیوں کو زندہ رکھتے۔

۳......**یذبحون ابنآء کم ویستحیون نسآء کم.**

(ابراھیم، ۶:۱۴)

وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بچیوں کو زندہ رکھتے۔

۴...... **یذبح ابنآء ھم ویستحیی نسآء ھم.**

(القصص، ۴:۲۸)

وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور ان کی بچیوں کو زندہ رکھتے۔

مذکورہ بالا چاروں آیات میں لفظ نسآء آیا ہے اور جوان العمر عورت، شوہر دیدہ عورت کے بجائے نومولود بچی کا ذکر ہو رہا ہے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے: **وان تترک البنات.**

(تفسیر ابن کثیر البقرہ آیت ۴۹، ابن کثیر القرشی ۷۷۴ھ، دارطیبہ ۱۹۹۹ء)

وہ بچیوں کو چھوڑ دیتے تھے، یہاں خود ابن کثیر نے لفظ نسآء کو لفظ بنات میں استعمال کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی لفظ بنات کیوں نہیں فرما دیا تھا؟ کیونکہ لفظ جس حیثیت کے لئے وضع کیا ہے اسی جگہ وہ فائدہ دیتا ہے۔ سید طنطاوی نے کیا خوب لکھا ہے:

ایسے بچے جو بلوغت سے پہلے ہوتے تھے یہاں ان کا ذکر ہے فرمایا:

الاطفال دون البالغین.

(التفسیر الوسیط البقرہ: ۴۹، سید محمد طنطاوی (۲۰۱۰ھ) دارنھضة قاھرہ ۲۰۱۰ء)

سراج الدین حنبلی نے بھی خوب بات کی ہے لکھتے ہیں:

الاطفال عنداکثرا لمفسرین

(تفسیر اللباب البقرہ: ۴۹، سراج الدین حنبلی (۷۷۶ھ) دارالکتب العامیہ ۱۴۰۵ھ)

اکثر مفسرین نے یہاں بچے مراد لئے ہیں اس پر دلیل موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا بچپن میں انہیں صندوق میں ڈال کر پانی کی لہروں میں ڈالنا ہے اور عقل بھی اس بات پر متقاضی ہوتی ہے کہ لفظی مناسبت (نساء) کے مقابلے پر تو (رجال) ہوتا ہے جو بالغ مرد کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر بالغ مردوں کا قتل ہوتا تو یقیناً فساد اور لڑائی ضرور ہوتی لیکن یہاں کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوئی ثابت ہوا کہ وہ تمام بچے ذبح ہوتے تھے اور بچیاں ذبح کے بجائے زندہ رہنے دی جاتیں تھیں۔ ثابت ہوا نسآء سے مراد عورت بھی ہے اور نومولود بچی بھی۔

نسآء اور اب:

مذکورہ بالا تمام گفتگو باحوالہ، مصدقہ تمہیدی گفتگو تھی ہمارا اصل مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور باپ پر گفتگو کرنا ہے۔ جیسے نســــاء کو قرآن نے ظاہری اور مرادی دونوں

معنوں میں استعمال کیا ہے اسی طرح لفظ اب کو بھی ظاہری اور مرادی معنوں میں استعمال کیا ہے ۔یہی اصل تفہیم ہے کہ کسی جگہ **نســاء** سے مراد ثیبہ یعنی شوہر والی عورت ہے اور کس جگہ نومولود بچی اور اب سے کس جگہ حقیقی باپ مراد ہے اور کس جگہ چچا، تایا، دادا وغیرہ مراد ہیں، نافہم لوگ قرآن سے یہ دلیل دیتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے جو یوں کہا تھا اس سے مراد ان کے حقیقی باپ ہیں جب کہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔

اذقال لابيه ياابت لم تعبد مالايسمع ولايبصر ولا يغنى عنك شيأ.

ياابت انى قد جاء نى..............

يا ابت لا تعبد الشيطان............

يا ابت انى اخاف ان يمسك ....

(مریم، ۱۹:۴۲تا۴۵)

سورہ مریم کی ان چاروں آیتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو اپنا باپ کہا ہے اور سورہ انعام میں تو اور واضح ہے **واذ قال ابراهيم لابيه آزر اتتخذ اصناما الهة.** (الانعام ۶:۷۴) مشرک کی بخشش کی دعا جائز نہیں،قرآن نے بتایا کہ اولاً ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لیے دعا مانگی کہ بچپن سے پرورش کرنے والا چچا تھا لیکن جب اس کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہو گیا تو اس کے لیے دعا موقوف کر دی۔

ساری امت محمدیہ کو نماز میں دعائے ابراہیم مانگنے کا حکم ہے۔ **ربنا اغفرلى ولوالدى وللمومنين يوم يقوم الحساب** (ابراهيم ،۱۴: ۴۱) دوسری طرف خود اللہ نے فرمادیا کہ **وما كان استغفار ابراهيم لابيه الا عن موعدة وعدهااياه** (التوبه،۹:۱۱۴) والد کے لیے قیامت تک دعا مانگی جارہی ہے اور باپ کے لیے استغفار ابراہیمی پر خود اللہ توجیہی وضاحت فرمارہا ہے۔

باپ اور والد:

عربی زبان میں باپ اور والد میں فرق ہوتا ہے والد وہ ہوتا ہے جس سے بچے کی تولید ہوتی ہے جو نسبی طور پر بچے کا باپ ہوتا ہے۔(لسان العرب ص۴۶۷ ج۳) اور باپ ہر ددھیالی پرورش کرنے والے کو کہہ دیا جاتا ہے چاہے وہ سگا باپ ہو، چچا، تایا، دادا، پڑدادا وغیرہ سب کو قرآن نے باپ کہا ہے۔ وہ خدا جس نے عربی زبان کو اتنی وسعت دی وہ باپ کے پرورش کرنے پر، چچا کے تربیت کرنے پر اور دادا کے تربیت کرنے پر علیحدہ لفظ واضع کروا سکتا تھا لیکن وہ دیکھنا چاہتا ہے کون قرآن کی تفسیر قرآن سے کرتے ہوئے عترت رسول کو داغدار ہونے سے بچاتا ہے۔

الذى يراك حين تقوم و تقلبك فى الساجدين

(الشعراء ۲۶:۲۱۸)

ابن عباس کہتے ہیں اس سے مراد ہے **تقلبه من صلب نبى الى صلب نبى حتى اخرجه نبيا.** یعنی آپ نبی کی صلب سے نبی کی صلب میں منتقل ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ نبی بن کر مبعوث ہو گئے۔

(ابن کثیر مذکورہ آیت)

ابن کثیر کی بات پر وارد ہونے والے اعتراض کو امام رازی نے خوبصورت انداز میں واضح کیا کہ حضرت ابراہیم کے والد تو نبی نہ تھے؟

امام رازی کہتے ہیں:**ان جميع آباء محمد كانوا مسلمين.** بے شک محمد ﷺ کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے

کی طرف (رسول اللہ ﷺ) کو منتقل فرمایا ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے:
انما المشرکون نجس (التوبہ:۲۸)
تو واجب ہے کہ رسول اللہ کے اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ ہو اور اس پر دلیل قرآن کی سابقہ آیت۔ **الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین** ہے۔...... جیسا کہ فرمان نبوی علیہ السلام ہے:
لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات
(تفسیر بحرالمحیط ایت مذکورہ، ابوحیان اندلسی (۷۴۵ھ)، حاشیہ محی الدین زادہ الانعام ایت۷۴ص۵۷ ج۴)، اسرار التنزیل امام فخرالدین رازی، دلائل النبوۃ، ابونعیم اصبھانی (۴۳۰ھ)، زرقانی علی المواہب شہاب الدین زرقانی ۱۱۲۲ھ)
میں پاکیزہ صلبوں (پاک مردوں) سے پاکیزہ رحموں (پاک عورتوں) کی طرف منتقل ہوتا آیا ہوں۔

مدرس مسجد نبوی

عصر حاضر (2010ء) کے نامور محدث علامہ محمد امین شنقیطی مدرس مسجد نبوی سے اس حدیث کے بارے پوچھا گیا ان ابی وا اباک فی النار. (مسلم)
انہوں نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں اس حدیث کو۔ یہ خبر آحاد میں سے ہے جو ظنی المتن ہے اور قرآن قطعی المتن ہے اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ آپ کے چچا ابوطالب کے بارے میں ہے کیونکہ عرب کا قائدہ ہے کہ وہ چچا، باپ اور دادا کو بھی (اب) کہا کرتے ہیں جیسے: **قالوا نعبد الھک والہ اٰبآئک ابراھیم و اسماعیل و اسحاق** (البقرہ: ۱۳۳)
اب یہاں حضرت اسماعیل حتمی اور قطعی طور پر حضرت یعقوب کے چچا ہیں ایسے ہی سورۃ الانعام کی آیت ۸۶/۸۴ میں بھی حضرت ابراہیم کو حضرت لوط کا باپ کہا گیا ہے حالانکہ وہ بھی چچا تھے۔
شیخ شنقیطی سے سوال ہوا؟ کیا آپ پوری بصیرت سے یہ بات کررہے ہیں؟ فرمایا! ہاں

Site(majles.alukah.net/t64825/time 1:47am 20.aug.2016)

اس بات کو امام جلال الدین سیوطی نے الدرج المنیفۃ فی الآباء الشریفۃ میں۔امام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الماوردی نے الحاوی الکبیر میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ السھیلی نے روض الانف میں ۔۔۔۔۔۔۔ابن شاہین نے الناسخ والمنسوخ میں ۔۔۔۔۔۔۔القرطبی نے التذکرہ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شمس الدین الدمشقی نے مورد الصادی فی مولد الھادی ۔۔۔۔۔۔۔۔اور جمہور محدثین نے اس بات کا اثبات کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ چاہتا تو باپ اور والد دونوں کیلئے علیحدہ قطعی لفظ وارد فرما دیتا لیکن کچھ لوگ انبیاء کی تنقیص کے زمرے میں آکر جادہ حق سے محروم ہونے والوں میں شامل ہونے کی دوڑ میں لگے ہیں۔
قاہرہ، لبنان، ترکی اور پاکستان کے صاحبان بصیرت بھی حضرت ابراہیم کے باپ (آزر) اور والد تارخ میں آیات قرآنیہ کے ضمن میں فرق ملحوظ رکھتے ہیں۔ تاہم عرب اور ہندوپاک کے کچھ سماعت و بصارت وبصیرت پر مہر والے فقط ظاہری الفاظ کا سہارا لے کر بارگاہ جد الانبیاء میں توہین کے مرتکب ہورہے ہیں۔
(البرھان الساطع علی ان آزر لیس والد سیدنا ابراھیم) کا مطالعہ بھی از بس مفید رہے گا۔۔ اللہ بصیرت عطا فرمائے آمین

حجۃ الاسلام اور علمی خدمات

از: سیّد شاہ محمّد رَیّان ابوالعلائی، **خانقاہِ سجّادیہ اَبُوالعُلَائیہ** داناپور شریف، پٹنہ

دنیائے اسلام میں علی العموم اور ہمارے ہندوستان میں علی الخصوص جو مسلمانوں کی کثرت نظر آتی ہے وہ انہیں اللہ والوں،صوفیائے کرام اوراولیائے عظام کے دم قدم کی برکت ہے کہ انہیں میں ایک علمی شخصیت یعنی حجۃ الاسلام حضرت العلام محمد حامد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی ہے۔آپ کی تعلیم وتربیت تمام علوم مروجہ وفنون میں مثلاً علوم نافعہ ،اصول ،منقول،معقول اور علوم ادبیہ اپنے والد ماجد کے زیرنگرانی ہوئی ،19 انیس برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔ بیعت وخلافت کا شرف حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی 1322ھ قدس سرہ کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے بھی حاصل ہے،آپ علم وعمل میں باکمال علم وفضل اور حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہیں آپ محض فاضل بریلوی کے نورنظر ہونے کی بنا پر محترم ومکرم نہیں بلکہ آپ اپنی خداداد صلاحیت،علم وفضل، استعداد، قابلیت، تبحر علمی اور علم وعرفان کی بدولت حجۃ الاسلام کے لقب سے ملقب ہوئے،آپ بہت خوبرو حسین وجمیل ووجیہہ تھے،چہرہ برہان تھا واضح ہو کہ صورت وسیرت ہر اعتبار سے اسلام کی حجت وحقانیت کی دلیل کے برہان تھے۔کئی بدمذہب اور مرتدین آپ کے چہرہ زیبا دیکھ کر تائب ہوئے،شہسوار کا شوق خوب تھا۔ بادشاہان عظام اور رئیسان کرام دیدار کے لئے بیتاب رہا کرتے۔ اپنے اسلاف واجداد وآباء کے مکمل نمونہ تھے، اخلاق وعادات کے جامع تھے،طبیعت نفاست پسندی تھی تدریس و تحریر کی طرح آپ کی تقریر بھی بہت مدلل اور مؤثر ہوتی تھی،فرق باطلہ سے کئی ایک مناظرے فرمائے جسمیں بفضلہٖ تعالی ہمیشہ فتح پائی۔لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ آپ کا تاریخی مناظرہ تھا،ایسا نورانی، علمی و پرشکوہ مناظرہ اہل لاہور نے کبھی نہ دیکھا ہوگا،فاضل بریلوی کو حجۃ الاسلام سے بہت محبت تھی اور ناز بھی تھا، حجۃ الاسلام ہر اعتبار سے اپنے والد کے صحیح معنوں میں جانشین اور وارث تھے۔ان کی ہر تحریک اور ہر کام میں معاون، مددگار، انکے ہمدم وہمراز،قدم قدم پر ان کے ساتھ اور پیروکار، انکے دست راست اور وکیل، ہر موڑ پر اپنے والد بزرگوار کا ساتھ دیا۔ وہ تمام دینی خدمات جو فاضل بریلوی کی موجودگی میں آپ نے حرمین طیبین میں سرانجام دیں ان کو فاضل بریلوی نے بے حد سراہا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کو پوکھریرہ ضلع سیتامڑھی کے ایک جلسہ کے لئے مولانا عبد الرحمٰن نوراللہ مرقدہ نے دعوت دی مصروفیت کے سبب آپ نے حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کیا تحریر کا اقتباس یہ کہ

> ’’اگر چہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے محروم ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں،ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے‘‘

اور کیوں نہ ہو کہ انہیں کے لئے فاضل بریلوی نے فرمایا ہے ’’ **حامد منی و انا من حامد**‘‘ اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند سے

انکی از حد محبت اور دوسری طرف ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے۔

1318ھ پٹنہ کا یادگار جلسہ بنام ''ردتحریک ندوہ''، جسمیں علماء مشائخ وسجادگان طریقت مثلاً جناب حضور سیدشاہ امین احمد فردوسی ثبات بہاری (سجادہ نشیں :خانقاہِ معظم بہار شریف)، حضرت سیدشاہ محمد محسن ابوالعلائی داناپوری (سجادہ نشیں: خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ داناپور)، حضرت سیدشاہ عزیز الدین حسین منعمی القمری عظیم آبادی (سجادہ نشیں: خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ) اور حضرت سیدشاہ محی الدین قادری مجیبی (سجادہ نشیں: خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف) وغیرہ کے علاوہ فاضل بریلوی کے ہمراہ الحاج محمد حامد رضا خاں بھی پیش پیش تھے، فاضل بریلوی نے اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی انہیں وصیت فرمائی وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کے لئے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت ہونے کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی، ''ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ اور ان کا مرید میرا مرید ہے''

اکابر علما نے آپ کی استعداد اور قابلیت کا لوہا مانا، حرمین طیبین کی حاضری حضرت العلام پیر سید حسین الدباغ نوراللہ مرقدہ نے آپ کی قابلیت کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

''ہم نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح وبلیغ نہیں دیکھا''

آپ نہایت ہی فصاحت وبلاغت کے ساتھ برجستہ عربی میں اشعار اور مضامین وخطبات تحریر فرماتے۔عربی زبان پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔علوم ادبیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون تفسیر وحدیث، اصول فقہ، منطق وفلسفہ اور ریاضیات وغیرہ میں بھی دسترس حاصل تھی آپ کا درس بیضاوی، شرح عقائد اور شرح چغمنی وغیرہ بہت مشہور تھا۔

راقم کے والد ماجد ڈاکٹر سید شاہ ابو طاہر چشتی ابوالعلائی صاحب خانقاہِ سجادیہ ابوالعلائیہ محلّہ شاہ ٹولی، داناپور شریف، پٹنہ اپنا مقالہ برائے ڈی، فل ڈگری (الہ آباد یونیورسٹی) بعنوان ''اردو شاعری کے ارتقا میں شاہ احمد رضا بریلوی کی شعری تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ'' اکتوبر 1991ء 431 صفحات پر مشتمل صفحہ 121 میں تحریر فرماتے ہیں، ''تفسیر وحدیث سے گہرا شغف تھا، عربی ادب پر غضب کا عبور رکھتے تھے، رسالہ ''الاجازات المتینہ'' کا عربی مقدمہ اس حقیقت کا بین ثبوت ہے، اس کے علاوہ معرکۃ الآراعربی تصنیف ''الفیوضات المکیہ'' کا اردو ترجمہ کیا ہے، ''الدولۃ المکیہ'' مطبوعہ کراچی کے بعض مقامات پر اردو میں حاشیئے تحریر فرمائے، برسہا برس دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں درس حدیث دیا، آپ (حجۃ الاسلام) کی دیگر تصانیف میں ''رسالہ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' (مسلہ ختم نبوت سے متعلق)، ''سد الفرار'' (مسلہ اذان سے متعلق)، مجموعہ فتاویٰ اور نعتیہ دیوان حال ہی میں شائع ہوئے ہیں، رسالہ ملاجلال کا مکمل حاشیہ قلمی صورت میں محفوظ ہے''

علاوہ ازیں ترجمہ حسام الحرمین، سلامت اللہ اہل السنہ من سبیل العنادوالفتنہ وغیرہ۔

نعت گوئی میں بڑا کمال حاصل تھا۔فصیح وبلیغ عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے شعراس کی سند ہیں کہ جن میں فکر ونظر کی گہرائی، عشق ومحبت کی جولانی،الفاظ کے برمحل استعمال حلاوت و چاشنی، ندرت وسلاست کے انداز بھرپور طور پر ملتے ہیں۔

واضح ہوکہ ہندوپاک میں مریدین ومحبین کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ تلامذہ وخلفاء کی بھی ایک بڑی جماعت تھی مثلاً مجاہد ملت حضرت العلام حبیب الرحمٰن قادری عباسی دھام نگر (بانی: تبلیغ سیرت مصطفیٰ)، حضرت العلام ابراہیم رضا خاں بریلوی، حضرت العلام حشمت علی خان لکھنوی، حضرت العلام رفاقت حسین قادری مظفر پوری، حضرت العلام سردار احمد لائل پوری وغیرہما، اور آخر یہ ستارہ 17 جمادی الاول 1362ھ ستر برس کی عمر میں ظاہراً ڈوب گیا، مولوی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری نے تاریخ وفات پر مبنی فارسی میں ایک طویل نظم کہی ہے۔

مخالفین اسلام کی چالبازیاں اور ہماری تیاریاں

از:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حضور صاحب سجادہ کا درد: - عالم اسلام اور خاص کر ہمارے ہندوستان میں اسلام مخالف طاقتوں نے جس منصوبہ بندی اور پوری طاقت وقوت کے ساتھ مذہب اسلام،شریعت اسلامیہ،اسلامی اداروں ،مسلمانوں کے عائلی مسائل اور خود مسلمانوں پر جس طرح پے در پے حملے کئے ہیں اور کررہے ہیں انہیں دیکھ اور سن کر حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی اپنی نشست گاہ میں بیٹھ کر اپنے دردِ دروں کا جس طرح اظہار فرماتے ہیں اسے سن کر واقعی آنکھیں نم اور دل مضطرب ہوجاتا ہے۔آپ کے اسی دلی درد وکرب نے آخر کار الفاظ کی جو صورت اختیار کی وہ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

مخالفین کے حملے اور ہماری سراسیمگی۔ اس وقت ہماری سراسیمگی کی مثال اُس لشکر کی سی ہے کہ جس پر ایک طاقتور فوج نے مکمل تیاری کے ساتھ ایسے وقت میں حملہ کیا ہو جب وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔اُس وقت اس خوابیدہ لشکر کی صفوں میں جو خوف وہراس ،اضطراب وبے چینی،افراتفری، ہیجان وسراسیمگی اور بھگدڑ پڑتی ہے اور کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی ایسی ہی حالت عالمی سطح پر یہود ونصاریٰ کے حملوں اور ہندوستانی سطح پر آر•ایس•ایس•اور مسلم دشمن طاقتوں کے حملوں سے ہماری ہوچکی ہے۔ہندوستان کے اندر اسلام ،شریعت اسلامیہ،مصادر شریعت ،اسلامی اداروں اور مسلمانوں پر آر•ایس•ایس•۷۰،۸۰/سال کی مکمل تیاری کے ساتھ حملہ آور ہوئی ہے۔

وہ بھی کس پر؟

اس پر جس کی صلاحیتیں زنگ آلود تو تھیں ہی اس پر مستزاد یہ کہ نہ کوئی ریہرسل،نہ پریکٹس،نہ مشق،نہ صفوں میں باقاعدگی۔اوپر سے خواب غفلت!!!!

اب ہماری شریعت کے ہر مسئلہ پر ہندوستان میں حملے کی مکمل تیاری کرلی گئی ہے۔

ابھی طلاق کے مسئلہ سے پیدا ہوئی سراسیمگی ختم نہیں ہوئی تھی کہ قربانی کے وجوب پر سوالیہ نشان لگادیا گیا!!!

اب جلد ہی یہ معاملہ بھی کورٹ جائے گا جہاں جج انگلش ترجمہ والا قرآن ہاتھ میں لے کر سوال کرے گا کہ اس میں دکھاؤ کہ کہاں یہ لکھا ہے کہ ہر سال بکرے،بھینس اور اونٹ کی قربانی کرنا ضروری ہے؟؟

ہمارا بے وقوفی والا پھر یہی جواب ہوگا کہ یہ کام ہم چودہ سو سال سے کرتے آرہے ہیں!!!

تین طلاق کے مسئلہ میں ہمارے وکیلوں سے یہ غلطی بھی ہوئی کہ ججوں کے اس قرآن میں دکھانے والے سوال کو قبول کر کے وہ قرآن سے ثابت کرنے میں لگ گئے۔جب کا کہنا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہماری شریعت کا منبع صرف قرآن نہیں بلکہ قرآن بھی ہے اور اس کے علاوہ تین اور ہیں: حدیث،اجماع اور قیاس۔

مخالفین کے اعتراضات اور ہماری تیاریاں:

قرآن و حدیث اور شریعت اسلامیہ کی اہم کتابوں پر آر• ایس• ایس• اور اسلام دشمنوں نے ان ۸/دہائیوں میں اتنا ریسرچ ورک کیا ہے جتنا ہمارے اہل علم نے نہیں کیا (الا ماشاءاللہ)

ان کے پاس مناہل شرعیہ کے ایسے ماہرین ہیں جو ۲/منٹ میں ہمارے اہل علم کو زیر کرسکتے ہیں۔(الا ماشاءاللہ)

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ریسرچ ورک کے بعد انہوں نے معقولی اور معروضی طریقۂ تردید سیکھا ہے۔اس کے برخلاف ہم اپنے اہم شرعی مسائل کو مدلل کرنے کے لیے معقولی اور معروضی انداز نا جانتے ہیں اور نہ اپناتے ہیں۔جس کی وجہ سے ان کی باتیں ہمارے عوام کے ذہن و دماغ کو اپیل کرتی اور بیٹھ جاتی ہیں۔جب کہ ہم وہی آمرانہ انداز جو درسگاہوں میں اپنے طلبہ کے سامنے اپناتے ہیں وہی استعمال کررہے ہیں۔

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے مدرسوں کی دنیا کے علاوہ بھی ایک بڑی دنیا ہے جہاں معقولیت درکار ہے۔آمریت نہیں۔یہاں تو طلبہ آپ کے ڈر سے وہی مان لیں گے جو آپ نے بتا دیا۔مگر باہری دنیا کے لوگ اس وقت تک نہ مانیں گے جب تک آپ معقولی اور ان کے ذہن وفکر کو اپیل کرنے والی دلیل نہ پیش کردیں۔

☆ کیا ہمارے پاس ایسے افراد ہیں جو دنیوی تعلیم رکھنے والوں کو یکبارگی کی تین طلاق کا وقوع ایسے معقولی انداز میں سمجھا سکیں جسے وہ بغیر رورعایت اور دباؤ کے قبول کرلیں؟

☆ ہمارے پاس کتنے ایسے افراد ہیں جو ''حلالہ'' کی شرعی حیثیت معقولی انداز میں انہیں سمجھا سکیں؟

☆ ہمارے پاس کتنے ایسے افراد ہیں جو ہمارے عائلی مسائل کی حقانیت ایسے افراد کے ذہن میں اتار سکیں؟

☆ کیا اب وہ وقت نہیں آ گیا کہ ہم لفاظی کی دنیا سے نکل کر اپنے نظام تعلیم اور طریقۂ افہام وتفہیم کا تجزیہ کریں؟

☆ کیا ابھی وہ وقت نہیں کہ ہم اپنے عوام کے ''جدیدیوں کو'' مطمئن کرنے کے لیے تسلی بخش انداز میں تفہیم مسائل کا طریقہ تلاش کریں؟

☆ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ طلبہ کو سمجھانے کے ساتھ دنیا کی ماڈرن تعلیم رکھنے والے اپنے اور غیروں کو اُن کی سمجھ کے مطابق شرعی مسائل اور ان کی معقولی علتیں اور فوائد ذہن نشین کرانے کے جدید طریقۂ تفہیم اور جدید طریقۂ بحث پر ریسرچ ورک کریں؟

تفہیم مسائل کا مطالبہ:

ہمارے سامنے اپنوں اور غیروں کا ایک عظیم گروہ کھڑا ہے جو ہم سے شرعی مسائل کی تفہیم:

☆ اپنے انداز میں چاہ رہا ہے۔

☆ اپنی زبان میں چاہ رہا ہے۔

☆ اپنی سمجھ اور فہم کے لیول میں چاہ رہا ہے۔

☆ اپنی جدید اصطلاحات میں طلب کررہا ہے۔

☆ یکبارگی تین طلاق کے وقوع کی معقولی توجیہ اپنے انداز میں مانگ رہا ہے۔

☆ حلالہ کی معقولی توجیہ کا وہ اپنے طور پر اطمینان بخش جواب طلب کر رہا ہے۔

نکاح و طلاق کے مسائل کے تعلق سے غلط تصور:

شرعی طور پر ایک دیندار، دینی سمجھ رکھنے والا شخص یہ اچھی طرح جانتا

ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو وہ عورت اُس کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ پھر عورت اکیلی رہے یا کسی دوسرے شخص سے شادی کر لے بہر حال اس پہلے شوہر کے لئے حرام رہے گی۔ اگر عورت چاہے تو اپنی زندگی گزارنے کے لیے کسی دوسرے ایسے شخص سے نکاح کر لے جو اس کی ضرورتوں کا خیال رکھ سکے۔ اسے مہر دے سکے، رہنے کو گھر اور پہننے کو کپڑا اور پیٹ بھرنے کو کھانا دے سکے۔ موت کا نام گالی نہیں اگر اتفاق سے وہ دوسرا شوہر بھی انتقال کر جائے یا زندگی کے کسی موڑ پر آ کر اس دوسرے شوہر سے بھی اس کی نہ بن سکے یا وہ اس دوسرے شوہر سے خوش نہیں رہتی اور اس سے الگ ہونا چاہتی ہے اور اس کے لئے وہ اس سے جھگڑتی بھی ہے تو اس نا اتفاقی کی وجہ سے یہ دوسرا شوہر خود اس بیوی کو طلاق دے دے۔ یا خود بیوی ہی اس سے طلاق حاصل کر لے تو اب اس عورت کے لئے یہ آپشن اور راستہ کھلا رکھا گیا ہے اگر چاہے تو زندگی گزارنے کے لیے کسی تیسرے شخص سے نکاح کر لے یا اپنے پہلے والے شوہر سے نکاح کر لے۔ اب اس سب سے پہلے والے شوہر سے جس سے اس کا نکاح ابھی تک حرام تھا اب حلال ہو گیا۔ اسی کا نام حلالہ ہے۔ میری رائے میں حلالہ کا صحیح مفہوم یہی ہے۔ اب اگر اس کا مفہوم کوئی بدل دے تو اس میں اس لفظ حلالے کا کیا قصور؟

آج ہمارے ہندوستانی سماج میں نکاح وطلاق وغیرہ کئی اسلامی احکام کے بارے میں کنفیوزن بلکہ غلط تصور پایا جاتا ہے انہیں میں سے ایک اہم مسئلہ حلالہ کا بھی ہے۔ ہمارے سماج میں موجود اس کنفیوزن اور اس غلط تصور کے ذمہ دار کہیں نہ کہیں ہم لوگ بھی ہیں۔ آج تک ہم نکاح وطلاق وغیرہ کے تعلق سے صحیح اسلامی نظریہ بہتر واحسن اسلامی طریقہ اور قوانین وتوضیحات آسان انداز میں، آسان زبان میں، عربی، اردو، فارسی کے علاوہ انگریزی اور ہندی جیسی دیگر زبانوں میں قانونی کتابوں کی طرح دنیا والوں کے سامنے نہ لا سکے جس کی وجہ سے یہ سارا کنفیوزن پھیلا ہوا ہے۔ یہ کام مسلم پرسنل لا بورڈ کا تھا مگر سیاسی فوائد لینے کے سوا بورڈ نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ حقیقت یہی ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ اور ہماری مسلم قیادت نے آج ہندوستان میں ہمیں اور ہمارے مذہب کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں ہر چہار جانب سے مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ انہیں حملوں سے متاثر اور سراسیمہ ہو کر جدید تعلیم رکھنے والے خود ہمارے ہی افراد ہم سے مندرجہ ذیل نکات پر از سرِ نو بحث وتمحیص کرنے اور غور وفکر کرنے کی شدت سے دعوت دے رہے ہیں۔ بلکہ مطالبہ کر رہے ہیں۔

(ا) شوہر سے طلاق ہونے اور انقضائے عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح اور وطی کے بعد زندگی کے کسی موڑ پر وہ دوسرا شوہر اسے تنہا چھوڑ دے خواہ اس کا سبب طلاق ہو یا اس کی موت۔ پھر وہ عورت عدت سے فارغ ہو جائے مگر اس کے سامنے ایک طویل زندگی پڑی ہے جسے وہ بغیر شوہر کے نہیں گزارنا چاہتی اس کے لیے اب وہ آزاد ہے چاہے وہ کسی تیسرے اجنبی شخص سے نکاح کر کے اس کی رفاقت میں زندگی کی گاڑی آگے بڑھائے یا اگر چاہے تو اسی پہلے شوہر سے نکاح کر کے اپنی بقیہ زندگی خوشگوار انداز میں گزارے۔ اس پہلے شوہر سے نکاح اس عورت کے لئے اب حلال ہے جو اب تک حرام تھا۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ اس پورے معاملہ کی تعبیر کے لئے حلالے کی اصطلاح کب وجود میں آئی؟ کیا یہ قرآنی

اصطلاح ہے؟ کیا حدیث یا اجماع کی ہے؟ یہ اصطلاح قرون اولیٰ کی ہے یا بعد کی؟ کیا اس مفہوم کی ادائے گی کے لئے ہمارے فقہائے متقدمین یا متأخرین نے حلالہ کی تعبیر یا لفظ حلالہ استعمال کیا ہے۔اس لفظ حلالہ کا استعمال کب سے چلن میں آیا؟

(۲) دوبارہ پہلے شوہر کے نکاح میں آنے کے لیے حلالہ کا جو مرحلہ ضروری ہے کیا اس کا شرعی مفہوم حقیقۃً وہی ہے جس کا چلن آج کل ہے۔اور جسے موجودہ زمانے میں متعارف کرایا گیا ہے؟ یا حلالہ کا شرعی مفہوم کچھ اور ہے؟

(۳) پہلے شوہر تک دوبارہ پہونچانے کے لئے ایک عارضی اور چند منٹی نکاح اور ایک شوہر کا عارضی سہارا لینا کیا یہی حدیث عسیلہ کا مفہوم ہے؟ کہیں یہ عارضی نکاح شریعت اور نکاح جیسے مقدس،اہم اور پاکیزہ عمل کا مذاق تو نہیں؟

(۴) حدیث پاک میں ''محلل'' اور ''محلل لہٗ'' پر جو لعنت آئی ہے اُس سے مراد کہیں ہمارے دور میں متعارف اور معمول بہ وہ عمل تو نہیں جسے ہم ایک ''حیلہ'' کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور اسے لفظ ''حلالہ'' سے تعبیر کر رہے ہیں؟ حدیث عسیلہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(۵) طلاق مغلظہ دینے کے بعد سائل نے صرف یہ معلوم کیا کہ طلاق کا وقوع ہوا یا نہیں؟ اس نے اپنے سوال میں یہ نہیں پوچھا کہ دوبارہ اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ کیا ہے؟ پھر بھی ہم اسے طلاق مغلظہ کا شرعی حکم بتاتے ہوئے اس کے ساتھ دوبارہ زندگی گزارنے کے لیے سائل کو موجودہ معمول بہ اور رائج حلالہ یا حیلہ کے بارے میں جو رہنمائی کرتے ہیں تو کیا ہمارا یہ طریقہ کسی تبدیلی کا متقاضی ہے؟ کیا مسائل بتانے والوں کا یہ مشورہ دینا کوئی دانشمندانہ قدم ہے؟

طلاق کے بعد اسی شوہر کے نکاح میں لانے کے لیے بلاضرورت اس پروسیس کو حیلہ کے طور پر استعمال کرنے کا آسان ترین نسخہ عوام کے ہاتھ میں دینا کہاں تک درست ہے؟ جب کہ طریقہ بتانے والا بھی دوسرے شوہر سے نکاح کو محض ایک عارضی یا چند منٹ کا رشتہ سمجھتا ہے دوسرے شوہر کی بھی نکاح سے پہلے یہی نیت ہوتی ہے بلکہ کئی بار تو صراحۃً طلاق کا معاہدہ ہوتا ہے اور اس نکاح میں شریک لوگ بھی یہی جانتے اور سمجھتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ پہلے شوہر کے نکاح میں دوبارہ آنے کے لئے متعارف کرایا گیا یہ طریقہ شریعت کے مقاصد اور مراد کے مطابق ہے یا خلاف؟

(۶) اہل علم کے ذریعہ عوام کو حلالہ کا یہ مفہوم یعنی چند منٹ کے عارضی نکاح کا طریقہ بتانا وہ بھی بلاضرورت اور اس کے حقیقی مفہوم سے اغماض برتنا کہیں محلل اور محلل لہ پر لعنت کے زمرے میں تو نہیں آرہا ہے؟ حلالہ کے حقیقی مفہوم کو بدل کر اسے محض ایک حیلہ کے طور پر استعمال کرنا اور بلاضرورت اس کی تلقین کرنا کہیں کوئی شرعی جرم تو نہیں؟ اسلام کے ایک حقیقی قانون کا کہیں یہ ناجائز استعمال تو نہیں؟

(۷) دوسرے شخص سے نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد عورت کو فوراً طلاق دینے کا اقرار کرانا، معاہدہ کرنا اور صراحۃً یا اشارتاً طلاق کا معاہدہ کرنا کس حد تک درست ہے؟ کہیں یہ عمل ''متعہ'' یا ''نکاح موقت'' کے زمرے میں تو نہیں آرہا؟ بعض لوگ اسے رافضیوں میں رائج ''متعہ'' کا مثل کہتے ہیں کیا اُن کی یہ بات درست ہے؟

(۸) نکاح کے انعقاد سے پہلے ہی طلاق کی یہ نیت کر لینا یا طلاق دینے کا معاہدہ کر لینا نکاح کے مفہوم و ماہیت کے منافی تو نہیں؟ پہلے سے ہی طلاق دینے کا وعدہ لے کر یہ نکاح کرانا، نکاح کا مذاق تو نہیں؟

(۹) حلالہ کی حکمت کے سلسلہ میں ہمارا یہ بتانا کہ یہ حلالہ پہلے شوہر کے لئے سزا ہے تو اس کی عقلی توجیہ کیا ہوگی؟ ہمارے جدید یئے ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ شوہر کی سزا کہاں ہوئی؟ یہ تو عورت کو سزا دینا ہوئی ۔ یہ تو عورت کا جنسی استحصال ہوا۔ یہ تو عورت کا ''یون اتپیڑن'' ہوا۔

ضروری وضاحت: ہمارے سماج میں رائج نکاح وطلاق اور خاص طور پر حلالے کے بارے میں یہ کچھ ایسے سوالات ہیں جو عموماً اہل علم کے ذہنوں میں اٹھتے رہتے ہیں۔ آپ حضرات کے سامنے اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ ابھی سے ان کے جوابات بھی حاصل ہو جائیں اور ان اعتراضات کو دفع کرنے کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار بھی ہو جائیں کیونکہ تین طلاق کے بعد ہمارے زمانے میں رائج اس حلالہ پر بحث شروع ہونے والی ہے۔ اور بہت جلد یہ مسئلہ میڈیا کے بعد کورٹ کی بھی زینت بننے والا ہے۔ آج جس طرح میڈیا کے ذریعہ اسے متعارف کرایا جا رہا ہے وہ واقعی لوگوں کے ذہنوں میں حلالہ اور تین طلاق کے تعلق سے نفرت بھرا تصور پیدا کر رہا ہے۔ وہ لوگ حلالہ کو عورت پر ظلم اور اس کے ساتھ زنا سے تعبیر کر رہے ہیں۔ براہ کرم ان معروضات اور سوالات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ یہاں کسی طرح کا اعتراض ہرگز مقصود نہیں بلکہ اس بات کی تہہ تک پہونچنا مقصود ہے کہ اس عمل کے موجودہ پروپیگنڈہ میں کہیں ہمارے کسی تسامح یا تساہل یا غلط تعبیر وتشریح اور غلط تفہیم کا دخل تو نہیں؟ اس مضمون کے مجموعی مندرجات میرا موقف نہیں بلکہ انہیں اس لئے پیش کیا گیا ہے تاکہ ان تمام اعتراضات کے جواب کی تلاش شروع کر کے مکمل تیاری کے ساتھ ہم ایسے لوگوں کو معقولی جواب دے سکیں کیونکہ یہ سارے مطالبات آج علمائے کرام کی اس جماعت سے ہیں جنہوں نے تفہیم دین کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ اس کے لئے ہمیں بہت مضبوط تیاری کرنا ہوگی۔ طریقہ تعلیم میں تبدیلیاں کرنا ہونگی۔ اپنی زبان میں توسیع کرنا ہوگی۔ اپنے طریقۂ تفہیم میں کثیر جہتی لانا ہوگی۔ اپنے مدمقابل کے لیول اور طاقت کا صحیح تجزیہ کر کے اس سے بہتر تیاری کرنا ہوگی۔

یاد رکھیں! کہ دین کی تفہیم اور اس امانت کو اپنوں اور غیروں تک پہنچانے کی ذمہ داری علماء نے قبول کی ہے تو علماء ہی کو یہ کام کرنا ہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارے ہی افراد ہمارے طریقۂ تشریح دین اور تفہیم مسائل شرعیہ سے غیر مطمئن ہو کر انکار کرنے لگے ہیں جن میں کچھ مسائل تو ایسے ہیں کہ جن کا انکار انہیں کفر کی دہلیز پر لے جائے گا اور ظاہر سی بات ہے کہ اس کے ذمہ دار کہیں نہ کہیں ہم بھی ہونگے۔

تدارک: علاج بالمثل پر عمل پیرا ہو کر:

☆ مدمقابل کے حملوں کے جو طریقے ہیں ان کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے پھر۔

☆ اس سے بہتر تیاری کر کے۔

☆ آج ڈبیٹ کے جو نئے طریقے ہیں انہیں اپنے قدیمی طریقوں سے ہم آہنگ کر کے۔

☆ انہیں کی زبان میں مہارت حاصل کر کے۔

☆ اپنی اصطلاحات کے ان زبانوں میں جو متبادل ہیں ان پر عبور حاصل کر کے۔

☆ مکمل پریکٹس اور مشق کے بعد ان سے مباحثہ کیا جائے تاکہ ان کی معقولیت کے آگے ہمارے دلائل باؤنس ہوتے نہ نظر آئیں۔

جس طرح معتزلہ کے دلائل سے پھیلنے والی گمراہی سے امت کو بچانے کے لیے علم کلام وجود میں آیا۔آج اسی کے مثل ایک نئی ضرورت محسوس ہورہی ہے۔اس کے لئے بہترین لائحۂ عمل تیار کیا جائے۔اعلیٰ قسم کے مخلص اہل علم اور دانشور حضرات اجتماعی طور پر مہینوں ریسرچ ورک کرکے ان اعتراضات کا تجزیہ کریں اور اس کے بعد مقابلہ کی تیاری کے لئے لائحۂ عمل بنائیں۔ہمارے ارباب مدارس صرف چندہ لینے یا اپنے ادارے کے شعبہ جات کی لسٹ کو لمبا اور طویل کرنے کی غرض سے ''تقابل ادیان'' کا جھوٹا اشتہار دینا اب بند کردیں۔پانی سر سے اوپر جاچکا ہے۔قوم کی گردن پر مخالفین کا خنجر رکھا جاچکا ہے۔مگر ہم ہیں کہ ابھی بھی شیخی خوری میں مبتلا ہیں۔اب حقیقی طور پر کوئی ایسا سینٹر قائم کرنا ضروری ہے کہ جس میں باصلاحیت افراد کو ٹرینڈ کیا جائے۔انہیں اپنے دینی اور شرعی مسائل پر عبور حاصل ہونے کے ساتھ دوسرے مذہبوں کے مسائل پر بھی عبور حاصل ہونا چاہیئے۔اُردو،عربی،فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں میں صرف دعوے کی حد تک نہیں بلکہ حقیقی طور پر ایسا ٹرینڈ کرنا چاہیئے کہ وہ ان زبانوں میں ویسے ہی بحث کریں جس طرح اُردو زبان میں کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی آج بحث و مباحثہ اور ڈبیٹ کے جو نئے طریقے رائج ہوئے ہیں ان تمام طریقوں کی ریہرسل کرانا چاہیئے۔اگر ہم نے پانچ دس سال کی محنت کے بعد ۱۰۰/ایسے باصلاحیت علماء ٹرینڈ کردیئے تو یقین جانیئے ہمارے یہ ٹرینڈ ۱۰۰/افراد ہی آر•ایس• ایس•جیسی تنظیموں کے ہزاروں افراد کے لیے کافی ہیں۔

ٹی وی ڈبیٹ کے ذریعہ شرعی مسائل پر نشانہ: آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آر•ایس•ایس نے ہماری مسلم عوام کو شریعت اسلامیہ خاص کر نکاح وطلاق سے متعلق مسائل سے برگشتہ کرنے اور ان مسائل کے سلسلہ میں تشکیک کا رجحان پیدا کرنے۔شریعت اسلامیہ کا رفتار زمانہ سے ہم آہنگ نہ ہونے کا تصور پیدا کرنے کے لیے ایک بہت ہی خطرناک اور کارگر منصوبہ تیار کرکے اُس پر کام کرنا شروع کردیا ہے۔آر•ایس•ایس•کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے شرعی مسائل کی کتابوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتی۔نہ ہی وہ ان کی گہرائی کو علماء سے سمجھنا چاہتی ہے۔انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آج مسلمانوں کا ۹۹/فیصد طبقہ ٹی وی وغیرہ دیکھنے میں ملوث ہے۔اس لیے انہوں نے ٹی وی چینلوں پر نکاح وطلاق سے متعلق مسائل شرعیہ پر بحث ومباحثہ اور ڈبیٹ کرنے کے لیے باقاعدہ ایک ٹیم تیار کی ہے۔جس میں ایک اینکر ہے،دوتین ان کے زرخرید مولوی ہیں۔دوتین آزاد خیال مسلم مرد اور عورتیں ہیں اور دوتین آر•ایس•ایس•،بی جے پی اور وشو ہندو پریشد سے متعلق افراد۔یہ پورا ٹولہ منصوبہ بند طریقے سے اسٹوڈیو میں بیٹھ کر کسی شرعی مسئلہ پر بحث شروع کرتا ہے۔مولوی اس شرعی مسئلہ کی چیخ وپکار اور جھلاّ ہٹ بھرے لہجے میں معقولیت سے دور جہالت بھری توجیہ وتوضیح کرتا ہے۔مسلم عورتیں اور ماڈرن تعلیم رکھنے والے مسلم مرد اس پر اعتراض کرتے ہیں۔غیر مسلموں کی نمائندگی کرنے والے بنام مسلم مولوی اور غیر مولوی ان دونوں طبقوں میں ہونے والی گرما گرم بحث میں گھی ڈالنے کا کام کرتے ہیں۔اس طرح اخیر میں اینکر اور وہ غیر مسلم بحث کرنے والے یہ ڈکلیئر کردیتے ہیں کہ اسلام کا یہ مسئلہ غلط ہے۔اسلام کا یہ مسئلہ مولویوں کا گڑھا ہوا ہے۔اس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں۔اس زمانہ میں اس

زمانہ میں اس کی تائید نہیں کی جاسکتی۔ یہ رفتار زمانہ سے ہم آہنگ نہیں۔اس سے عورتوں کا استحصال ہو رہا ہے۔ یہ مسلم خواتین پر ظلم ہے۔ یہ سارا تماشا روزانہ ٹی وی چینلوں پر ٹی وی دیکھنے والوں کو دکھایا جاتا ہے۔اس ڈبیٹ کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ ہمارا مسلم معاشرہ جب اسے دیکھتا ہے اور وہ شرعی مسائل کا دفاع کرنے والے زرخرید مولوی کی درگت بنتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات گھر کر جاتی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے اس مسئلہ کی کوئی معقول توجیہ نہیں۔اس میں معقولیت سرے سے ہے ہی نہیں۔مولوی لوگ صرف چیخ و پکار کرنا جانتے ہیں۔تفہیم دین اور تفہیم مسائل شرعیہ سے یہ ناواقف ہیں۔شاید ٹی وی کی انہیں ساری خرابیوں کو فراست مومنانہ سے سمجھ کر ہمارے بزرگوں نے اس سے دور رہنے کی تلقین کی تھی۔مگر افسوس کہ آج گھر تو دور کی بات ہر ہاتھ میں ٹی وی ہے۔ہر ہاتھ میں موبائل کی صورت میں ویڈیو ہے۔ٹی وی چینلوں پر چلنے والا یہ سارا کا سارا ڈرامہ صرف اور صرف شریعت اسلامیہ کو ازکار رفتہ باور کرانے،مولویوں کا تقدس مآب عوامی تصور پامال کرنے،علماء پر عدم اعتماد کی فضا ہموار کرنے،ان سے عوام کو دور کرنے اور علماء سے عوام کو برگشتہ کرنے کی سازش کے طور پر رچا جاتا ہے۔اس کے پیچھے آر•ایس•ایس• کا ذہن اور پیسہ کام کرتا ہے۔آر•ایس•ایس• کی جدید شدھی تحریک نے یہ سارا پلان،منصوبہ اور افراد تیار کرنے کا کام کیا ہے۔

شدھی تحریک بنام راشٹریہ مسلم منچ : یاد رکھیں کہ آج اسلام،شریعت اسلامیہ اور مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے آر•ایس•ایس• نے ایک بہت مضبوط تحریک کو جنم دیا ہے جو راشٹریہ مسلم منچ کے نام سے متعارف ہو رہی ہے۔اس کا بانی ''اندریش کمار'' ہے۔ یہ وہ شخص ہے کہ جسے مذہب اسلام کی کافی معلومات ہے۔بنام اسلام کتنے فرقے ہیں؟ کون سا فرقہ کب وجود میں آیا؟ آپس میں اصولی اور فروعی اختلافات کیا ہیں؟ کتنے سلاسل طریقت ہیں؟ کس سلسلہ کا بانی کون ہے؟ ہر سلسلہ کے مشہور مشائخ طریقت کون ہیں؟ آپسی اختلافات کیا ہیں؟ کس خانقاہ کا کس سے کیا اختلاف ہے؟ کس خانقاہ کے اندر کیا خاندانی اختلاف ہے؟ مذاہب اربعہ کے مشہور اختلافی مسائل کون کون سے ہیں؟ کتنے مسائل منصوص ہیں؟ اور کتنے غیر منصوص؟ کون سے اختلافی ہیں اور کون سے مختلف فیہ؟ کن مسائل کا ثبوت صراحۃً قرآن وحدیث سے ہے اور کن کا صراحۃً نہیں ان سب باتوں کو وہ کافی حد تک جانتا ہے۔ اسلام اور شریعت اسلامیہ کی اسے اچھی خاصی نالیج ہے۔بلا تکلف اپنی تقریروں میں آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ پڑھتا ہے۔نکاح طلاق اور حلالہ پر بھی خوب بولتا ہے۔اسی نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ یکبارگی تین طلاقیں مسلم عورتوں پر ظلم ہے۔اسی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ حلالہ مسلم عورتوں کے ساتھ زنا ہے۔اب اس نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا ہے کہ قربانی کا ثبوت قرآن سے نہیں ہے۔وہ یہ بھی لوگوں کو بتاتا ہے کہ سارے ہندوستانی مسلمانوں کے اجداد غیر مسلم ہندو اور مشرک تھے لہٰذا ان مشرکانہ اعمال و افعال سے چڑ کیوں؟ یہ لوگ یہ بولی بھی بولتے ہیں کہ معاذ اللہ کعبہ میں ایک پتھر رکھا ہے جو شولنگ کے مشابہ ہے۔اسلام میں حجر اسود کا بوسہ اور پتھروں سے بنی عمارت کا طواف ہمارے پتھروں کے پوجنے کے مشابہ ہے۔حجر اسود کا بوسہ اور طواف کعبہ کی شکل میں غیر اللہ کی پرستش اسلام میں بھی ہے۔احرام ہماری سنیاسی روایت ہے۔

یہ دراصل اس دور کی شدھی تحریک ہے۔ جس طرح اُس دور کی شدھی تحریک نے لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا تھا اسی طرح آج اس راشٹریہ مسلم منچ نے لاکھوں کو اعتقاداً مرتد بنا دیا ہے۔ طریقہ البتہ تھوڑا تبدیل کیا ہے۔ پہلے وہ پوجا پاٹھ کرا کر باقاعدہ ہندو مذہب میں شامل کرتے تھے اب یہ مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں فساد و بگاڑ پیدا کر کے انہیں نام کا مسلمان بنے رہنے کی تلقین کرتے ہیں تاکہ مسلم معاشرہ ان سے میل جول ختم نہ کرے بلکہ یہ مسلمانوں میں رہ کر زیادہ وسیع انداز میں اپنے جیسے لوگ بنا سکیں۔

ماضی کی شدھی تحریک کی ناکامیوں کے اسباب پر خوب ریسرچ ورک کر کے یہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ اس دور میں شدھی تحریک چلانے والوں کی دو بنیادی غلطیاں تھیں۔(۱) مذہب کا سہارا لے کر مذہبی رنگ میں قدیم شدھی تحریک چلائی گئی۔(۲) مسلمانوں کے مذہب کو تبدیل کر کے انہیں باقاعدہ ہندو مذہب میں داخل کیا گیا۔

ان دو غلطیوں کو وہ ناکامی کے اسباب قرار دیتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ ان دو چیزوں کی وجہ سے اس قدیم شدھی تحریک کی شدومد سے مخالفت ہوئی۔ کیونکہ مسلمان کتنا بھی بدعمل کیوں نہ ہو مگر وہ تبدیلی مذہب کو برداشت نہیں کر سکتا اور مذہب تبدیل کرنے والے سے وہ بلا کی نفرت کرتا ہے ایسے مرتدوں سے تعلق تو دور کی بات وہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا جس کی وجہ سے وہ اپنے جیسا کسی کو کیا بنائے گا؟

اس لیے اس دور کی اس شدھی تحریک یعنی راشٹریہ مسلم منچ نے پہلے تو اپنا نام بدلا۔ مذہب کا نام اور سہارا لینے کے بجائے اس نے حب وطنی اور دیش بھکتی کے نام پر مسلمانوں کو اپنے سے قریب کرنا شروع کیا تاکہ اس کی اس تحریک پر کوئی قانونی شکنجہ نہ کس سکے اور زبردستی دھرم پریورتن یعنی تبدیلی مذہب کرانے کی دفعہ کے تحت مقدمہ قائم نہ ہو سکے۔ اس نے اپنے جال میں آئے ہوئے مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل نہ کیا بلکہ اسلام کے عقائد و معمولات سے برگشتہ اور باغی بنا کر انہیں میڈیا کے سامنے لا کر یہ میسیج عام کرایا کہ خود مسلمان ہی اپنے مسائل شرعیہ میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ مسلمان ہی تین طلاق کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان ہی حلالہ کی رسم پر پابندی لگوانا چاہتے ہیں۔ مسلمان بابری مسجد کی جگہ مندر بنانے کو تیار ہیں۔ تو کورٹ کیوں آڑے آ رہا ہے۔ مسلمان بخوشی وہ جگہ مندر کو دے رہے ہیں تو اب کورٹ میں کیس چلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسلام اور شریعت کے خلاف اگر بنام ہندو وہ خود آواز بلند کرتے تو یقیناً مسلمان ان کی آواز پر کان نہ دھرتے۔ ساتھ ہی ان پر مذہبی بھاوناؤں اور مذہبی عقیدت کو ٹھیس پہنچانے کا مقدمہ بھی قائم ہوتا مگر جب بنام مسلم خود ایک مسلمان یہ آواز اٹھائے گا تو کون اس پر مقدمہ درج کرائے گا؟ آپ کو حیرت ہوگی کہ اس وقت راشٹریہ مسلم منچ کے ممبروں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو چکی ہے۔ جن میں کئی لاکھ تو صرف مسلم عورتیں ہی ہیں۔

ماضی کی شدھی اور آریائی تحریک اور راشٹریہ مسلم منچ میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ شدھی تحریک نے اپنے فتنۂ ارتداد کو پھیلانے کے لیے راجستھان، آگرہ، باغپت، الہ آباد، مدھیہ پردیش جیسے علاقوں کو چنا تھا اور وہیں یہ زیادہ کامیاب بھی ہوئی اسی طرح راشٹریہ مسلم منچ کا قیام بھی راجستھان میں ہوا اس کے بعد آہستہ آہستہ یہ آگرہ، علیگڑھ، باغپت، مدھیہ پردیش وغیرہ ہوتے ہوتے

اب لکھنؤ اور یوپی کے دوسرے اضلاع میں بھی خوب پاؤں پسار رہی ہے۔

جب سے یوگی حکومت یو پی میں بنی ہے تب سے یو پی میں اس کو خوب فروغ ملا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پورے ملک خاص کر اتر پردیش کے مسلمان سیاسی یتیم ہو چکے ہیں۔ اب انہیں اپنے گورنمنٹی کام کرانے کے لیے کوئی سیاسی ذریعہ نہیں مل پا رہا ہے۔ ایسے میں ان کے گورنمنٹی کام کرانے کے نام پر راشٹریہ مسلم منچ کے لوگ انہیں اپنے جال میں پھنسا رہے ہیں اور ضرورتمند، غیر دیندار محض دنیادار مسلمان بہت آسانی کے ساتھ ان کا شکار بن رہے ہیں۔ ان کا شکار بننے والوں میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ انہوں نے کئی نام کے علماء بھی اپنے ٹولے میں شامل کر رکھے ہیں جنہیں وہ بھاری بھرکم مال و دولت اور پر تعیش مراعات بھی دے رہے ہیں۔

مذکورہ بالا مختصر سی تفصیلات سے آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آج کی یہ راشٹریہ مسلم منچ ماضی کی شدھی تحریک سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

☆ خدارا اس کے فتنے سے بچنے اور بچانے کے لیے اپنے کو تیار کریں۔

☆ اس کے بنیادی اہداف اور طریقۂ کار کو جاننے کے لیے زمینی طور پر کام کرنے کے لیے افراد تیار کریں۔

☆ اپنی ذمہ داریوں سے منھ نہ موڑیں۔

☆ اس وقت امت مسلمہ کو ان فتنوں سے بچانے کے لیے بہت کام پینڈنگ میں پڑے ہیں۔

☆ خدارا بے حسی کے خول سے باہر نکلیں۔

☆ ہر میدان کے افراد تیار کریں۔

☆ کام زیادہ ہے اور افراد کم۔

مایوس نہ ہوں۔ اللہ و رسول کی مدد پر بھروسہ رکھیں۔ خلوص کے ساتھ ان فتنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ہم اور آپ کمر بستہ ہو جائیں تو ربانی مدد ضرور ہماری دستگیری فرمائے گی۔

☆ خواب غفلت سے ہم اور آپ اب بیدار ہو جائیں۔

☆ فتنوں کا سیلاب اب ہماری دہلیز پار کر کے ہمارے اور آپ کے گھروں میں داخل ہو چکا ہے۔ ایسے میں یہ غفلت کی نیند کیسی؟

یاد رکھیں! اب بھی گھر میں گھس چکے فتنوں کے اس سیلاب کو نہ روکا تو ہر طرف تباہی ہی تباہی دکھائی دیگی۔ آنے والی نسل ہمیں ہرگز معاف نہ کریگی۔ مستقبل کا مؤرخ ہماری ایسی تاریخ رقم کرے گا کہ جس کی مثال تاریخ اسلام میں ڈھونڈھے سے بھی نہ ملے گی۔

☆ خدارا۔۔۔ کچھ تو کریں۔

☆ خدارا۔۔۔ کچھ تو سلسلہ جنبانی ہو۔

☆ خدارا۔۔۔ کہیں سے تو اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کام کی ابتداء ہو۔

ہم کب تک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچ کر خوش ہوتے رہیں گے کہ ہم تو ابھی محفوظ ہیں۔ ہمارے مفادات تو ابھی صحیح و سالم ہیں۔ ہمارے گھر تو اس فتنہ کی پہونچ سے دور ہیں۔

☆ تو کیا ہم دنیا میں صرف اپنے آپ کو محفوظ و مامون رکھنے کو آئے ہیں؟

☆ کیا ہم صرف اپنے مفادات سادھے رکھنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟

☆ کیا امت وسط کی شان یہی ہے؟

☆ کیا خیر امت کا تقاضہ یہی ہے؟

☆ کیا عوام کو فتنوں سے بچانے کی ہماری کوئی ذمہ داری نہیں؟

آہ۔۔۔ ہر طرف تاریکی۔۔۔ آہ۔۔۔ ہر طرف گھٹا

ٹوپ اندھیری۔۔۔آہ۔۔۔ اس فتنے کی تاریکیوں سے نجات دلانے کوکوئی مدھم سی لووالا چراغ بھی نظرنہیں آرہا۔۔۔

☆ آہ۔۔۔راشٹریہ مسلم منچ یااس ماڈرن ہائی ٹیک شدھی تحریک کے فتنوں سے بچانے کوہم حجۃ الاسلام سا کہاں سے لائیں؟

☆ آہ۔۔۔سرکار مفتی اعظم سی ذات ہمیں کہاں سے ملے؟

☆ آہ۔۔۔سیدنا اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں جیسی مشیر ومخیّر اور محرک شخصیت کدھر ڈھونڈھیں؟

☆ آہ۔۔۔سیدنا تاج العلماء مارہروی جیسا مدبر،مخلص اور بےلوث قائد کس جگہ تلاش کریں؟

☆ آہ۔۔۔حضرت صدرالافاضل اب ہمیں کہاں ملیں گے؟

☆ آہ۔۔۔حافظ ملت جیسی دور اندیش شخصیت ہم کہاں سے ڈھونڈھ کرلائیں۔

☆ آہ۔۔۔اشدھی تحریک کو ماضی میں زمین دوز کرنے والے وہ مشائخ اہل سنت ہم کس دنیامیں جا کر بازیافت کریں؟

☆للہ۔۔۔کوئی تو ہمیں ان فتنوں سےلڑنے کے گُر بتائے۔

☆للہ۔۔۔کوئی تو ہمیں ایسے قائدین کا سراغ عنایت فرمائے۔

☆للہ۔۔۔کوئی توان آریہ سماجی اندھیریوں میں چراغ ہدایت روشن کرے۔

☆للہ۔۔۔کوئی تو ان فتنوں سے متاثر افراد کے علاقوں میں جا کر ہمارے بزرگوں کی طرح کیمپنگ کرے۔

وہ کتنا مبارک دور تھاجب اس فتنے اشدھی تحریک کی بیخ کنی کے لیے ہمارے سارے بزرگوں نے متحدہ طور پر بریلی شریف کومرکز مان کر ایک مضبوط متحدہ پلیٹ فارم تیار کیا تھا جسے مارہرہ مقدسہ کی مضبوط ترین سرپرستی اور دیگر خانقاہوں کی بےلوث حمایت حاصل تھی۔

☆ آہ۔۔۔آج ویسا متحدہ محاذ کہاں؟

☆ آہ۔۔۔ویسی اجتماعیت کاحسی وجود کہاں؟

☆ آہ۔۔۔ہمارا وہ شیرازہ کدھر گم ہوگیا؟

☆ آہ۔۔۔ہماری وہ اجتماعیت کہاں روپوش ہوگئی؟

☆ آہ۔۔۔ہےکوئی جوہمیں اس گمشدہ مرکزیت کا سراغ دے سکے۔

☆ آہ۔۔۔ہےکوئی جوہماری جماعت کووہ متحدہ پلیٹ فارم لوٹا سکے۔

☆ آہ۔۔۔ ہے کوئی جو اس مبارک و تاریخ ساز شیرازہ بندی کی بازیافت کرسکے؟

☆ آہ۔۔۔اس اتحادرفتہ کوماضی کی دبیز تہوں سے نکال کرلانے والا بطلِ جلیل کہاں جا کرتلاش کریں؟

اے اللہ۔۔۔تیرے محبوب کے یہ عاشق کیا اسی طرح منتشر ومفترق رہیں گے؟ اے رب العالمین۔۔۔کیا سواد اعظم کا خطاب زرّیں پانے والے یوں ہی طوائف ملوکی کا شکار رہیں گے؟ اے رب کائنات۔۔۔تیرے پیارے کی بھولی بھالی بھیڑوں کا ریوڑ کب تک بھیڑیوں کے بن میں بناراعی کےخوف و ہراس اور سراسیمگی کی کیفیت سے دوچار رہےگا؟

اے خالق کائنات۔۔۔ہمارے حال پر رحم فرما۔اے رب ذوالجلال۔۔۔ہمیں پھر سے متحد فرما۔اے رب کعبہ۔۔۔ ہمارے اندر اسلام دشمن طاقتوں سےلڑنے کی قوت پیدا فرما۔اے رب محمد۔۔۔ہمارے اندران فتنوں سے بچنے اور بچانے کی طاقت ولگن پیدا فرما۔۔۔تو کریم ہے کرم فرما۔تو رحیم ہے رحم فرما۔تو غفور ہےمغفرت فرما۔تو رحمٰن ہے رحمت نازل فرما۔۔۔

منقبت درشان حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نتیجۂ فکر: مولانا علی سیوانی، علیگڑھ

اِک مِرأتِ جمال ہے صورت حُسین کی
اللہ کی رضا ہے ارادت حُسین کی

خوشنودیٔ نبی ہے عقیدت حُسین کی
دیدارِ مُصطفےٰ ہے زیارت حُسین کی

ہر دل میں جاگزیں ہے محبت حُسین کی
ہرلب پہ صبح و شام ہے مدحت حُسین کی

دل کا مِرے قرار ہے قربت حُسین کی
جلووں کا آبشار ہے تُربت حُسین کی

دوزخ سے دور کرتی ہے نسبت حُسین کی
اُمّت کو بخشوائے گی اُلفت حُسین کی

سب سامنے شہید ہوئے مُصطفےٰ کے لال
کیسی ہے بےمثال وہ ہمّت حُسین کی

سرکارِ دوجہاں نے تو بتلا دیا تھا سب
مقدور ہوگئی تھی شہادت حُسین کی

میدانِ کربلا میں یوں اعدا کے درمیاں
جوہر دکھا رہی ہے شجاعت حُسین کی

آغوشِ مُصطفےٰ میں وہ پل کر جواں ہوئے
کردارِ مُصطفےٰ تو ہے سیرت حُسین کی

پُشتِ نبیِ پاک پر بیٹھیں ہیں با ادب
پوچھے کوئی رسول سے عظمت حُسین کی

اہلِ جفا یہ سُن لیں ذرا کان کھول کر
قہرِ خدا ہے سچ میں عداوت حُسین کی

سر کو کٹا کے راہِ خدا میں نہ اُف کیا
کتنی ہے لاجواب سخاوت حُسین کی

باطل کو باطل اور کہا حق کو حق مُدام
حق کو چھوپائیں یہ نہیں عادت حُسین کی

سمجھوگے تم نہ شامیو شانِ شہِ حُسین
سرکار جانتے ہیں حقیقت حُسین کی

روئے حُسین عکسِ رُخِ مُصطفےٰ تو ہے
ملتی ہے مُصطفےٰ سے شباہت حُسین کی

جنّت کے نوجوانوں کے سردار بن گئے
کتنی بلندیوں پہ ہے قسمت حُسین کی

ظالم یزید مرگیا رُسوایوں کے ساتھ
ہر دل پہ آج بھی ہے حکومت حُسین کی

محشر میں بخشوائیں گے بیشک اُسے حضور
کرتا ہے جان و دل سے جو عزت حُسین کی

اہلِ عرب ہوں کیوں نہ بلاغت کے معترف
گلبارِ ہر گھڑی ہے فصاحت حُسین کی

وہ بندۂ خدا تو بڑا خوش نصیب ہے
سایہ فگن ہے جس پہ عنایت حُسین کی

جس پر ملائکہ کی جماعت کو ناز ہے
پاکیزگی سے پُر ہے وہ سیرت حُسین کی

چرخِ بریں کی جس پہ تصدّق بلندیاں
رفعت حُسین کی ہے وہ رفعت حُسین کی

اسلام کی بقا کے لئے ہو گئی شہید
میدانِ کربلا میں جماعت حُسین کی

فضلِ خدا سے شامیو محشر کی صبح تک
روشن رہے گی شمعِ شہادت حُسین کی

نقشِ قدم پہ کیوں نہ چلے اُمّتِ رسول
تاحشر معتبر ہے قیادت حُسین کی

خُلقِ محمدی کا نمونہ تھی اُن کی ذات
آقا کو تھی پسند متانت حُسین کی

اہلِ ستم کے دیکھ کے بس ہوش اُڑ گئے
میدانِ کربلا میں عزیمت حُسین کی

آلائشِ گُنہ سے رہی پاک زندگی
بچپن سے تھی نفیس طبیعت حُسین کی

میدانِ کربلا کے علی واقعہ کے بعد
عالم میں اور بڑھ گئی شوکت حُسین کی

نعتِ نبی ہمیشہ میں لکھتا رہوں علی
کرتا رہوں بیان بھی مِدحت حُسین کی

انسانوں کی خدمت کرنا اللہ سے محبت کی نشانی ہے

از:- حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی، جمشید پور

قرآن مجید میں انسانوں سے حسن سلوک کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے بھی ساری مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اسلام کے ماننے والے تمام لوگ ایک امت ہیں۔ ان کے درمیان دینی اخوت (بھائی چارہ) پائی جاتی ہے۔ خونی رشتہ کے بغیر بھی وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ رنگ ونسل، زبان وعلاقہ کے اختلاف کے باوجود ان میں ہر فرد کے حقوق ہیں۔ انسانوں کے حقوق سے ان کو محروم نہیں کیا جا سکتا خواہ وہ غریب ہوں، مسکین ہوں محتاج ہوں، معذور ہوں۔ یتیموں اور وسائل سے محروم انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا عام حکم ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو امت کا ہمدرد بنانے کے ساتھ تمام انسانوں کا بھی ہمدرد بناتا ہے تاکہ معاشرہ میں امن برقرار رہے۔ جو شخص تعصب میں مبتلا ہو وہ آدمی اپنے علاوہ اپنی قوم اور دوسری قوم کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا روادار نہیں ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:(ترجمہ) اور اللہ کی محبت میں وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکر یہ نہیں چاہتے۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا ڈر ہے جو سخت اور طویل ہوگا۔

(القرآن سورہ دہر، آیت ۸ تا ۱۰، کنز الایمان)

اللہ کی محبت میں بھوکے، مسکین، یتیم، قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ ہے انسانی خدمت اور یہ باقی اور ٹھہرنے والی نیکی ہے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے **ترجمہ**: اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ اب جھاگ تو ناکارہ ہوکر چلا جاتا ہے لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

غیر منافع بخش چیزیں جھاگ کی طرح اڑ جائیں گی۔ لیکن جو کام لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کئے جائیں گے وہ ٹھہرنے والی باقی رہنے والی نیکی ہوگی۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ بنی نوع انسان کی خدمت کوئی بھی نفع بخش طریقے سے ہو۔ تحریر اچھی ہے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا باقی رہنے والی نیکی وثواب ہے۔ تقریر اگر عوام کے لئے فائدہ ہے تو تقریر بھی زندہ رہے گی اور باقی اور ٹھہرنے والی نیکی کا ثواب بھی ملے گا۔ یتیموں، مسکینوں کو نقصان پہنچانے والا ان کو کھانا نہ کھلانے والا اور لوگوں کو ترغیب نہ دینے والا ان لوگوں کے لئے افسوس (ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے۔

عقیدہ توحید اور انسانی خدمت: قرآن کریم میں دو باتوں پر بہت زور دیا گیا ہے۔ خاص طور سے عقیدہ توحید پر کہ انسان کا خدا سے تعلق مضبوط ہو۔ وہ صرف اور صرف خدا کی عبادت کرے اور اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ رشتہ داروں، پڑوسیوں (خواہ دوسرے مذہب کا ہی ہو)، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی جو ضرورتیں پوری کر

سکتا ہو، پوری کرے۔ جو بھی شخص اس کی خدمت، مدد کا مستحق ہو اور جس کی خدمت کرنا اس کے بس میں ہو وہ اس کی خدمت کرے، قطعی اس کی خدمت سے اپنے کو محروم نہ رکھے۔ انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح کے کام میں غیر مسلموں اور ان کے اداروں کے ساتھ تعاون میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ ایمان وعقیدہ پر ضرب نہ پڑے۔ اس سلسلے میں قرآن نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ **ترجمہ**: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ وظلم و زیادتی کے کاموں میں کسی کا تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کی سزا بہت سخت ہے۔

ظلم و زیادتی کے خلاف معاهده: آقائے دوعالم ﷺ کی ظاہری بعثت سے پہلے عرب میں کوئی مضبوط سیاسی نظام نہیں تھا۔ جس کی وجہ کر سیاسی وسماجی انتشار پایا جاتا تھا۔ لوگوں کی جان ومال محفوظ نہ تھے۔ ظالموں کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہ تھا۔ ذرا سی بات پر جنگ وجدال، خون ریزی اور ظلم وزیادتی کا بازار گرم ہو جاتا تھا اسے روکنے والا ٹھنڈا کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حرم شریف مکہ جیسے شہر کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ اس صورت حال کو اللہ کے رسول رحمت عالم ﷺ نے بدلنا چاہا۔ آپ نے بعض دردمند لوگوں کو مشورہ کے لئے عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ظلم وزیادتی کو ہر قیمت پر روکا جائے گا۔ کسی بھی شخص پر چاہے وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا باہر سے آیا ہو، ظلم نہیں ہونے دیا جائے گا اور ضرورتمندوں اور محتاجوں کی مدد کی جائے گی۔ آپ ﷺ اس معاہدہ (Agreement) میں شریک تھے۔ یہ معاہدہ آپ کی ظاہری بعثت سے پہلے ہوا تھا۔ لیکن بعثت کے بعد بھی آپ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں اس معاہدہ میں شریک ہوا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ (عرب کی سب سے قیمتی اور بڑی دولت) مل جائیں تو بھی پسند نہیں۔ اگر اسلام کے آنے کے بعد بھی مجھے اس کی دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔

(ابن سعد، طبقات، جلد اول صفحہ ۱۲۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی جلد اول، صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵)

انسانوں کی فلاح و بہبود، امن وشانتی اور ان کی خدمت کے لئے جو NGO غیر سرکاری تنظیمیں کام کرتی ہیں وہ معاشرہ کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اسلام اس کا محافظ اور ہمارے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ اس کے بانی ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا يرحم الله من لا يرحم الناس ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔

(بخاری، کتاب التوحید، مسلم کتاب الفضائل)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث روایت کرتے ہیں: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے (لہٰذا) زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والاتم پر رحم کرے گا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لن تؤ منو ا حتی الخ ۔ **ترجمہ**: تم ہرگز ایمان والے نہیں ہوگے جب تک کہ تم رحم نہ کرو۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر شخص رحم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہ لیس بر حمته احد کم

صاحبه و لکن رحمة الناس العامته ۔اس سے وہ رحم اور ہم دردی مراد نہیں ہے جو تم میں سے کوئی اپنے قریب کے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ یہاں اس رحمت عامہ کا ذکر ہے جو تمام انسانوں کے ساتھ ہوتی ہے۔(طبرانی، فتح الباری،۱۰/ ۳۳۷)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں بھلا کون ہے اور برا کون؟ آپ ﷺ کے اس سوال پر سب لوگ خاموش رہے۔لیکن آپ نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد ہو ہم میں بھلا کون ہے اور کون برا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:خیر کم من یرجی خیره و یومن شره و شرکم من لا یرجی خیره و لا یومن شره ۔تم میں بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع کی جائے اور جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں اور تم میں بدترین وہ ہے جس سے خیر کی توقع نہ کی جائے اور جس کے شر سے لوگ محفوظ نہ رہیں۔

(مسند احمد جلد۲ صفحہ ۳۶۸،ترمذی،ابواب الفتن)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:لاتنزع الرحمة الا شقی ۔رحم اور ہمدردی تو اسی شخص کے سینہ سے نکال دی جاتی ہے جو بدبخت ہو۔

(مسند احمد جلد۲،صفحہ۳۰۱،ترمذی،ابوابر والصلہ ،باب ماجاء فی رحمت الناس)

اور بھی احادیث کریمہ، احادیث کے ذخائر میں ہیں۔ان مذکورہ احادیث میں کسی بھی فرق اور امتیاز کے بغیر خدا کی ساری مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔یہ اسی بات کا ثبوت ہے کہ جو شخص بھی ہماری ہمدردی اور مدد کا محتاج ہے اس کی مدد کرنی چاہئے۔

اس معاملے میں انسانوں کو گروہوں اور جماعتوں میں بانٹنا اپنے پرائے، جاننے والے اور اجنبی اور ہم مذہب اور دوسرے مذہب والے کے درمیان فرق کرنا اور کسی کی خدمت کرنا اور کسی کے حق کو نہ ماننا دبا دینا آقا ﷺ کی تعلیمات، مذہب اسلام کے مزاج اور اس کی ہدایت کے سراسر خلاف ہے۔اسلامی تعلیمات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ان احادیث کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بلا تفریق مولائے رحیم و کریم کی مخلوق کی خدمت کرنا چاہئے تاکہ معاشرے میں بھائی چارگی امن و شانتی کا ماحول بنا رہے۔اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے۔قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی۔اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا۔اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ہم سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔(بخاری شریف،حدیث ۵۹۹۹)

نبی رحمت ﷺ نے بھی ساری مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ہم کو چاہئے کہ انسانوں کی خدمت کرکے اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں۔اللہ ہم سب کو توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔آمین

☆

ہماری ڈاک

ادارہ

مخدوم گرامی وقار حضرت صاحب سجادہ آستانۂ اعلیٰ حضرت مدظلہ

سلام ورحمت!

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا تازہ شمارہ باصرہ نواز ہوا۔حسن صوری اور جمالِ معنوی کا عظیم گلدستہ پایا۔اس کے تمام مشمولات کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔حضرت احسن میاں صاحب کا صد سالہ عرس رضوی کے تعلق سے سرِ ورق پر دیا گیا اعلان بھی پڑھا۔حضرت مولانا انور علی صاحب کے سفر حج پر جانے کی تفصیل بھی مطالعہ میں آئی۔ فلسطینی مسلمانوں کے تعلق سے اور قبلۂ اول سے متعلق اداریہ بھی دیکھا۔غرض کہ اس کے تمام مشمولات بلا شبہ عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ دیکھے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے مضامین کی اس تنوع کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت اس کی تیاری میں واقعی محنت شاقہ اور خصوصی دلچسپی کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔آپ کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود مہنگائی کے اس زمانہ میں اتنی اعلیٰ ترین صورت میں بزرگوں کی اس اہم نشانی کو برقرار اور جاری رکھنا بلا شبہ آپ کے مضبوط اور قوی عزم کی غمازی کر رہا ہے۔

آج مرکز اہل سنت سے عوام اہل سنت کو بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ملکی حالات کا دھارا جس تیزی سے بدلا ہے اور بدل رہا ہے ایسے میں مرکز کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا بہت ضروری ہے۔آپ کے پاس ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی صورت میں ایک اہم پلیٹ فارم موجود ہے۔جس کے ذریعہ اسلام مخالف طاقتوں کے خلاف ایک مضبوط متحدہ محاذ جو صرف اور صرف اہل سنت اور اہل خانقاہ پر مشتمل ہو اس کی تشکیل کے لیے ماحول سازی کی جا سکتی ہے۔جس کا اظہار اکثر و بیشتر آپ کے پیغامات کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔خدا کرے آپ کی یہ کوشش بارآور ہو۔

آج جس طرح شریعت اسلامیہ کو سرزمین ہند پر نشانہ بنایا جا رہا ہے۔اسے دیکھتے ہوئے بہت زیادہ ہمیں تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔مرکز کے مرکزی پلیٹ فارم سے یہ کوشش کی جا سکتی ہے جو آپ برابر کرتے رہتے ہیں۔آج اہل سنت کے گھریلو اور آپسی اختلافات کو پس پشت ڈال کر بزرگوں کے دور کی طرح ہمیں پھر سے منظّم ہونے کی ضرورت ہے۔

ہماری نوجوان نسل مرکز سے بہت سی امیدیں لگائے بیٹھی ہے جسے مرکز سے وابستہ علماء کو پورا کرنا ہے۔مخالفین کے جواب دینے کے لئے افراد تیار کرنا ہیں۔اگر مرکز سے آپ کی طرح کوشش کرنے والے اور افراد بھی کھڑے ہو جائیں تو کافی حد تک ہم افراد سازی کا کام کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مرکز کی مرکزیت کو سلامت رکھے اور اسے دین متین کا مضبوط قلعہ بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

طالب دعا

محمد شمیم احمد رضوی

کانپور، یوپی۔

صد سالہ عرس رضوی کے سلسلہ میں
حضرت احسن میاں صاحب کی اپیل

۲۵ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ میں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کے وصال کو ۱۰۰ رسال پورے ہونے جارہے ہیں۔ ۱۴۴۰ھ/ نومبر ۲۰۱۸ء میں صد سالہ عرس رضوی ہوگا ۔رضویات پر کام کرنے والی تنظیمیں تحریکیں، جماعتیں، اکیڈمیاں ،لائبریریاں اور ادارے ابھی سے صد سالہ عرس رضوی کو مثالی اور تاریخ ساز بنانے میں جٹ جائیں۔ ہر خطے میں تشہیری مہم شروع کردیں۔اپنے علاقوں میں منعقد ہونے والے جلسوں، جلوسوں عرسوں وغیرہ میں ''صد سالہ عرس رضوی مبارک ہو'' لکھے ہوئے بینر اور پوسٹر ضرور شائع کریں۔سنی رسائل و جرائد صد سالہ عرس رضوی کی مناسبت سے خصوصی شمارے نکالنے کی تیاری کریں۔تصنیفی اور تالیفی ادارے اور مکتبے تصنیفات اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا خصوصی اہتمام کریں۔صد سالہ عرس رضوی کے مبارک موقع پر رضویات پر کام کرنے والے علما، شعرا، مشائخ قلمکار، مضمون نگار، مصنفین ، مدرسین، مقررین اور دانشور حضرات کو ایوارڈ سے نوازنے کا جگہ جگہ اہتمام فرمائیں۔

(محمد احسن رضا قادری سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف)

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P./BR-175/15-17
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 76 PAGE WITH COVER WEIGHT : 92 GRM

Rs. 20/-
Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)
Oct.+ Nov. 2017